شاتم رسول کی سزا پر اختلاف

از

ابو شہریار

۲۰۱۹

www.islamic-belief.net

فہرست

مقدمہ 4

اختلاف فقہاء 10

شتم رسول کی حد کفار اور ذمیوں پر 13

کعب بن اشرف کا قتل......13

ابو رافع کا قتل......15

ایک ام ولد کا قتل 16

ایک صحابی کا بہن کو قتل کرنا 17

ایک یہودیہ کا قتل......19

حد قتل صرف مرتکب ِتوہین رسالت کے لیے......20

ایک عیسائی کو سزا 20

علی رضی اللہ عنہ کی روایت 22

عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کی روایت......22

بنی قریظہ کی عورت کا قتل......24

مصنف عبد الرزاق کی روایت......24

عمر بغیر پوچھے قتل کرتے رہتے......27

ابن خطل کا قتل......30

گانے والیوں کو سزا......32

راہب کا قتل......33

علی کا حکم قتل کر دو 34
نصرانی کا قتل..34
علی نے گستاخِ رسولؐ کی زبان کاٹ دی 35
کعب بن زھیر کا قصہ 36
ایک پادری کا قتل 38
شتم رسول کی سزا پر سوالات..40
شتم کرنے پر مسلم پر حد کا نفاذ 46
نتائج 51

مقدمہ

ساتویں صدی ہجری کے آخری سالوں کا ذکر ہے جب السلطان الملك الناصر ناصر الدين محمد بن قلاوون کا دور تھا خبر پھیلی کہ اِہل السویداء میں سے ایک نصرانی جس کو اِمیر آل مرا عساف بن اِحمد بن حجی نے ملازم و کاتب رکھا ہوا تھا وہ شتم رسول کا مرتکب ہوا ہے (البدایۃ ج13 ص335 ذکر سنة أربع وتسعين وستمائة -)-ابن کثیر لکھتے ہیں

عساف بن أحمد بن حجي الذي كان قد أجار ذلك النصراني الذي سب الرسول عليه السلام قتل ، ففرح الناس بذلك

عساف بن اِحمد بن حجی ، جس نے اجرت پر اس نصرانی کو رکھا تھا جس نے سب النبی کیا تھا، اس کا قتل ہو گیا تو لوگ بہت خوش ہوئے

یعنی ایک مسلمان امیر عساف بن اِحمد بن حجی کے قتل پر اہل مصر خوش ہوئے اور ساتھ ہی مسلمان امیر عساف کے کسی نصرانی ملازم پر الزام لگایا گیا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی ہے — یہ نصرانی کتابت کرتا تھا۔

تاریخ اسلام میں الذھبی لکھتے ہیں

وفيها كانت فتنة عسّاف بدمشق ورجْم العوامّ له، لكونه حمى نصرانيًا سبَّ النَّبيّ - صَلَّى الله عليه وسلم

ان دنوں دمشق میں فتنہ عساف ہوا اور لوگوں نے پتھر مارے کہ یہ نصرانیوں کا ہمدرد تھا جو سب النبی کا مرتکب تھا

الذھبی عساف ابن الأمير أحْمَد بْن حجيّ، زعيم آل مرّي کے ترجمہ میں لکھتے ہیں

إعرابيّ شريف، مُطاع. وهو الّذِي حمى النّصرانيّ الّذِي سبّ، فدافع عَنْهُ بكلّ ممكن

یہ شریف عربی تھے ، تابعدار تھے اور اس نصرانی کے دوست تھے جس نے نبی کو گالی دی تھی ، پس انہوں نے اس کی ہر ممکن مدافعت کی

الذھبی مزید لکھتے ہیں

فطلع الشيخان زين الدِّين الفارقيّ، وتقيّ الدِّين ابن تيميّة فِي جمْع كبير من الصُلَحاء والعامّة إلى النّائب عزَّ الدِّين أيْبَك الحَمَويّ، وكلّماه فِي أمر الملعون، فأجاب إلى إحضاره وخرجوا، فرأى الناس عسافا، فكلّموه فِي أمره، وكان معه بدويّ، فقال: إنّه خيرٌ منكم. فرَجَمَتْه الخلق بالحجارة. وهرب عساف، فبلغ ذلك نائب السلطنة، فغضب لافتئات العوامّ. وإلا فهو مُسْلِم يحبّ اللَّه ورسوله، ولكن ثارت نفسه السّبعيّة التُّركيّة

اس شتم کی خبر زين الدِّين الفارقيّ اور تقيّ الدِّين ابن تيميّة اور صلحا و عوام نے نائب عزَّ الدِّين أيْبَك الحَمَويّ کو دی اور اس ملعون نصرانی کی حرکت پر کلام کیا تو نائب نے اس کو حاضر کرنے کا حکم کیا پس لوگ نکلے اس کو دیکھنے تو انہوں نے عساف کو پایا ، اس سے اس پر بات کی عساف کے ساتھ بدوی تھے ، پس عساف نے جوابا کہا کہ وہ نصرانی تم لوگوں سے بہتر ہے - یہ سن کر لوگوں نے پتھر مارے اور امیر عساف بھاگ کھڑے ہوئے ، اس کی خبر نائب سلطان کو دی گئی وہ غصے میں آیا کہ اگر عساف مسلمان ہے تو اس کو تو اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہونی چاہیے نہ کہ یہ کہ اس نے اپنے دل کو ترکوں سے ملا دیا ہے

الوافي بالوفيات از صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدي (المتوفى: 764هـ) میں ہے

وَأما عساف هَذَا فَقتله جماز بن سُلَيْمَان وَهُوَ ابْن أخي عساف بِالْقربِ من الْمَدِينَة النَّبَوِيَّة

عساف کو اس کے بھتیجے جماز بن سُلَيْمَان نے مدینہ المنورہ کے قرب میں قتل کیا

ابن تغری بردی، النجوم الزاہرہ الجزء السابع ص 363 ص 89 الجزء الثامن میں سن ۶۹۳ پر لکھتے ہیں في هذه السنة قتل الأمير عساف ابن الأمير أحمد بن حجي آل مرا أمير العرب —اس سال امیر عساف ابن الأمیر احمد بن حجی کا قتل ہوا—

یہ پورا واقعہ کوئی سیاسی قتل معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر واقعی امیر عساف واقعی عابد و نیک تھے تو وہ نصرانی کی اس طرح مدد بالکل نہ کرتے اور نہ یہ ممکن تھا کہ امیر عساف دمشق سے نکل کر مدینہ منورہ تک بغیر مسلمانوں کی مدد کے پہنچ جاتے- صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدي (المتوفى: 764هـ) کے مطابق امیر عساف کا قتل سن ۶۹۴ ھ بمطابق ۱۲۹۵ ع میں ہوا- ترک یا منگول مسلمان دمشق پر حملہ کی تیاری کر رہے تھے - ممکن ہے کہ الأمير

عساف کی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہوں - آل مرا عربوں میں بدوی تھے اور ان کا کنٹرول تجارت پر تھا اپنے اونٹوں پر سامان لادھ کر لے جاتے تھے[1]-

نائب دمشق نے امیر عساف کے نصرانی کاتب کو گرفتار کیا اور جان بخشی کی شرط رکھی کہ یہ مسلمان ہو جائے تو جان بچ جائے گی — الذھبی (بحوالہ تاریخ اسلام) جو اس دور میں دمشق میں ہی تھے فرماتے ہیں

وبلغ النّصرانيَّ الواقعةُ فأسلم

نصرانی نے واقعہ جان کر اسلام قبول کیا

لیکن متشدد علماء نے اس اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا - ان سب کے لیڈر امام ابن تیمیہ بن گئے انہوں نے قبول اسلام کو رد کر دیا - یہ معلوم ہے کہ دین میں کوئی کافر یا اہل کتاب کا فرد اسلام قبول کر لے تو پرانے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن ابن تیمیہ نے لوگوں کا ایک ہجوم لیا اور نائب حاکم کے سامنے بلوہ کیا کہ اس نصرانی کا ایمان معتبر نہیں ہے — نائب حاکم دمشق نے ابن تیمیہ کو قید کرنے کا حکم دیا اور قید خانہ میں ابن تیمیہ نے کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول لکھی جس میں ابن تیمیہ نے موقف پیش کیا ہے کہ اگر کوئی ذمی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرے گا تو اس کا قتل واجب ہے اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور نہ اس کا اسلام قبول ہو گا - یہ فتوی اسلام کے بنیادی اعتقادات سے متصادم ہے جس کے مطابق سب سے بڑے گناہ شرک تک کی معافی ہے - ذمی اگر شرک سے توبہ کر لے تو اس کو قتل کرنا حرام ہے - واضح رہے

[1] اس دور میں مسلمانوں میں اندرونی سازشیں بہت تھیں - سن ٦٩٣ ھ میں سلطان سيف الدين قلاوون الألفي الصالحی کے بیٹے سلطان الملك الأشرف صلاح الدين خليل بن الملك المنصور سيف الدين قلاوون کا قتل ہوا تھا اور اس کے بعد سلطان سيف الدين قلاوون الألفي الصالحي کا دوسرا بیٹا الناصر المملوکی حاکم تھا البتہ یہ بہت کم عمر تھا اور دو نائبوں عَلَمَ الدّين الشُّجاعيّ اور زين الدين كتبغا بن عبد الله المنصوری الترکی کی زیر نگرانی معاملات چلا رہا تھا – نائب عَلَمَ الدّين سنجر الشُّجاعيّ وزیر دفاع کے اختلافات نائب السلطنة زين الدين كتبغا سے ہوتے رہتے تھے اور بالاخر الشُّجاعيّ کی فوج نے بغاوت کر کے ایک قلعہ پر قبضہ کر لیا - كتبغا نے جوابا حملہ کیا اور اس لشکر کشی میں الشُّجاعيّ کا قتل کر دیا - پھر میدان صاف دیکھ کر زين الدين كتبغا خود بادشاہ بن گیا اور الملك العادل کا ٹائٹل لیا اور سلطان قلاوون کے بیٹے ناصر اور قلاوون کی بیوی کو پہلے محل میں پھر دمشق سے باہر ایک شہر میں نظر بند کر دیا -

کہ اگر کوئی مسلم شتم کا مرتکب ہو تو اس کو مرتد سمجھا جاتا ہے اور تین دن قید کر کے توبہ کا آپشن دیا جائے گا- بصورت دیگر اس کا قتل کر دیا جاتا ہے–

ابن تیمیہ کا ذمی شاتم پر یہ فتوی مشہور ہو گیا اور مملکوک حکمران کو فتوی کی قوت پتا چلی اور ابن تیمیہ کو مستقبل کے فتووں کے لئے چن لیا گیا، ان کو قید خانہ سے نکال کر، ان کی رائے پر عمل کیا گیا یعنی نصرانی کا سر قلم کر دیا گیا-

المقفی الکبیر از تقی الدین المقریزی (المتوفى: 845ھ–= 1440م) میں ہے

فخاف النصرانيّ عاقبة هذه الفتنة وأسلم. فعقد النائب عنده مجلسا حضره قاضي القضاة وجماعة من الشافعيّة، وأفتوا بحقن دم النصرانيّ، بعد الإسلام

یہ نصرانی ڈر گیا اس فتنہ کے بعد ، اسلام لے آیا، پس نائب کی ایک مجلس جس میں قاضی القضاة اور شوافع کے علماء شریک تھے کے بعد فتوی دیا گیا کہ اب اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اس نصرانی کا قتل ہے

مملوک حکمرانوں نے اب ابن تیمیہ سے سیاسی فتوے طلب کرنے شروع کیے تاکہ ادر گرد کے مسلمان و غیر مسلم علاقوں پر حملے کیے جا سکیں–ابن تیمیہ نے بھی شاہ کا مصاحب بننے میں کوئی دیر نہیں کی مثلا ابن تیمیہ نے آرمینی عیسائیوں کے خلاف مملوک حکمرانوں کے حق میں فتوی دیا[2]-دوسری طرف مشرق سے منگول مسلمان جو مصر و شام کی طرف بڑھ رہے تھے ان کے خلاف

---

[2] ابن تیمیہ اس سے قبل بھی مصری حاکموں کی حرکتوں پر چپ رہے تھے - مصری سلطان سیف الدین قلاوون الألفي الصالحي نے قبر النبی کے اوپر ایک قبہ یا گنبد بنانے کی ٹھان لی-فصول من تاريخ المدينة المنورة جو علي حافظ کی کتاب ہے اور شركة المدينة للطباعة والنشر نے اس کو سن ١٤١٧ ھ میں چھاپا ہے اسکے مطابق سلطان سیف الدین قلاوون الألفي الصالحي وہ پہلا شخص ہے جس نے حجرہ مطھرہ پر سن 678 ہجری (بمطابق 1279ء) میں گنبد بنایا، جو نیچے سے چکور تھا ، اوپر سے آٹھ حصوں میں تھا جو لکڑی کےتھے- اس دوران دمشق میں موجود امام ابن تیمیہ بھی تھے جو درس و تدریس کرتے تھے اگرچہ مشہور نہ تھے - ان کی جانب سے اس گنبد پر کوئی فتوی نہیں ملتا – ابن تیمیہ (المتوفى: 728ھ) کی ، مصری سلطان قلاوون الصالحي کے دور کے بعد وفات ہوئی جس نے قبر نبی پر قبہ بنوایا – ابن تیمیہ نے جہاں اور قبوں (گنبدوں) کے خلاف مہم کا آغاز کیا اور قبر رسول کی زیارت کے غرض سے کیے جانے والے سفر کو بدعت کہا وہاں دوسری طرف قبر النبی پر نو ایجاد اس گنبد پر ایک لفظ نہ کہا-اصل میں ابن تیمیہ عوام میں مشہور مسئلوں پر بحث کرتے اور ان سے داد و دہش لیتے تھے - اسی کے دم پر انہوں نے دمشق میں مسجد کے منبر کو ایک سیاسی اکھاڑہ بنا دیا تھا اور آنے والے علماء کے

فتوے کے لئے مملوک حکمرنوں کو یہاں ابن تیمیہ کی ضرورت پڑی-ابن تیمیہ نے فتوی دیا کہ یہ منگول مسلمان التتار صرف نام کے مسلمان ہیں اور باطن میں یہ چنگیز خان کے حکم پر چلتے ہیں نہ کہ اللہ کے قانون پر لہٰذا چاہے یہ کلمہ گ و ہوں یا نماز پڑھتے ہوں ان کو بے دریغ قتل کیا جائے - اس طرح اسلام میں مسلمانوں کو ہی قتل کرنے والی تنظیموں کی بنیاد ڈالی گئی اور اس پر مواد و فتاوی پیش کیے گئے جو آج تک بد نام زمانہ تنظیموں کے لئے مشعل راہ ہیں-

بہر حال اہل دمشق صف آراء ہوئے اور منگول مسلمانوں سے لڑے اور ان کو بتایا گیا کہ امام ابن تیمیہ نے لوح محفوظ تک کو دیکھ لیا ہے- نعوذ باللہ من تلک الخرفات

ابن قیم اپنی کتاب مدارج السالکین میں لکھتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ کی نظر لوح محفوظ پر پڑی ان پر مستقبل اشکار ہوا—لکھتے ہیں

أخبر أصحابه بدخول التتار الشام سنة تسع وتسعين وستمائة وأن جيوش المسلمين تكسر وأن دمشق لا يكون بها قتل عام ولا سبي عام وأن كلب الجيش وحدته في الأموال: وهذا قبل أن يهم التتار بالحركة ثم أخبر الناس والأمراء سنة اثنتين وسبعمائة لما تحرك التتار وقصدوا الشام: أن الدائرة والهزيمة عليهم وأن الظفر والنصر للمسلمين وأقسم على ذلك أكثر من سبعين يمينا فيقال له: قل إن شاء الله فيقول: إن شاء الله تحقيقا لا تعليقا وسمعته يقول ذلك قال: فلما أكثروا علي قلت: لا تكثروا كتب الله تعالى في اللوح المحفوظ: أنهم مهزومون في هذه الكرة وأن النصر لجيوش الإسلام

ترجمہ : ابن تیمیہ نے ٦٩٩ ھجری میں اپنے اصحاب کو شام میں تاتاریوں کے داخل ہونے اور مسلمانوں کے لشکر کے شکست کھانے کی خبر دے دی تھی اور یہ بھی بتلا دیا تھا کہ دمشق قتل اور اندھا دھند گرفتاریوں سے محفوظ رہے گا البتہ لشکر اور مال کا نقصان ہو گا ، یہ پیش گوئی تاتاریوں کی یورش سے پہلے ہی کی تھی - اس کے بعد پھر ٧٠٢ ھجری میں جبکہ تاتاری شام کی طرف بڑھ رہے تھے ، اس وقت عام لوگوں اور امراء و حکام کو خبر دی کہ تاتاری شکست کھائیں گے اور مسلمان فوج کامیاب و فتح مند ہو گی اور اس پر آپ نے ستر سے زیادہ بار قسم کھائی ، کسی نے عرض کیا : ان شاء اللہ کہیے ، آپ نے فرمایا : ان شاء اللہ تحقیقاً نہ کہ تعلیقاً (یعنی اگر اللہ چاہے تو ایسا ہو گا نہیں بلکہ اللہ ایسا ہی چاہے گا) (ابن قیم) کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو یہ بھی کہتے ہوئے سنا کہ جب لوگوں نے اس پیشنگوئی پر بہت کثرت سے کلام کیا ، تو میں (یعنی ابن تیمیہ) نے کہا : کثرت کلام مت کرو اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ میں لکھ دیا ہے کہ وہ اس مرتبہ ضرور شکست کھائیں گے اور مدد و نصرت مسلمان فوجوں کے قدم چومے گی - (مدارج السالکین ، جلد ٢ ، صفحہ ٤٥٨)

لئے یہ ایک مثال تھی کی کس طرح وقتی و ہنگامی سیاسی مسائل پر بحث کر کے وہ بھی منصب حاصل کر سکتے ہیں-

ابن تیمیہ نے اپنے خواب یا کشف کی بنیاد پر لوح محفوظ پر تحریر کا اس قسم کا دعوی کیا—بہر حال دمشق بچ گیا۔

ابن تیمیہ کے دلائل تار عنکبوت سے کم نہیں لیکن افسوس ان کی شخصیت سے دمشقی متاثر ہو گئے اور ان کی بے سر و پا دلیلوں کو ماننے لگ گئے۔ ابن تیمیہ کی اس کتاب سے امت میں ماوارئے عدالت قتل کا جواز دے دیا گیا—

رحمہ للعالمین نے اپنی زندگی میں کسی کو بھی اس بنا پر قتل نہیں کیا کہ اس شخص نے ان کو گالی دی ہے۔اس کتاب میں ان روایات کا جائزہ لیا گیا ہے جو ابن تیمیہ نے کتاب الصارم میں اپنے موقف پر پیش کی ہیں —

ابو شہر یار

۲۰۱۹

اختلاف فقہاء

ایک مومن کا ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ماں باپ سے بھی بڑھ کر محبت نہ کرے – رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ اخلاق اور ظرف کا نمونہ تھے اور کسی کو بھی آپ نے اپنی زندگی میں آیذا نہ دی-

سن ۲۰۰ ہجری کے آس پاس فقہاء میں ایک بحث نے جنم لیا کہ ذمی یا اہل کتاب جو اہل اسلام کے ساتھ ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں ان کی کیا سزا ہے – اس پر فقہاء کا اختلاف ہوا

صحيح بخاري حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: مَرَّ يَهُودِيٌّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَعَلَيْكَ» فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَتَدْرُونَ مَا يَقُولُ؟ قَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ " قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلاَ نَقْتُلُهُ؟ قَالَ: " لاَ، إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الكِتَابِ، فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گزرا بولا تم پر موت ہو پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تم پر بھی

لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس کو قتل کر دیں آپ نے کہا نہیں

اگر تم کو اہل کتاب سلام کہیں تو بولو تم پر بھی

امام بخاری نے اس روایت کو باب بَابُ قَتْلِ الخَوَارِجِ وَالمُلْحِدِينَ بَعْدَ إِقَامَةِ الحُجَّةِ عَلَيْهِمْ میں بیان کیا ہے یعنی خوارج اور ملحدوں کا قتل اتمام حجت کے بعد

اسی طرح اس کا بَابُ إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُصَرِّحْ میں ذکر کیا باب جب ذمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے

امام الشافعی کی رائے میں اگر کوئی اہل کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو وہ عہد توڑتا ہے اس کا خون مباح ہو جاتا ہے – امام بخاری کی رائے اس کے خلاف ہے-

کتاب رد المحتار على الدر المختار از ابن عابدين الدمشقي الحنفي (المتوفى: 1252هـ) کے مطابق قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا يُنْقَضُ

عَهْدُهُ ابو حنیفہ کہتے ہیں اس سے عہد نہیں ٹوٹتا

کتاب مسائل أحمد بن حنبل رواية ابنه عبد الله کے مطابق

سَمِعت ابي يَقُول فِيمَن سبّ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم قَالَ تضرب عُنُقه

میں نے اپنے باپ کو سنا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اس کی گردن مار دو

کتاب مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه کے مطابق أبو يعقوب المروزي کہتے ہیں إسحاق بن راهويه کہتے ہیں شاتم رسول کو

قال إسحاق: إذا عرض بعيب النبي صلى الله عليه وسلم قام مقام الشتم، يُقتل، إذا لم يكن ذاك منه سهواً

قتل کیا جائے گا - اگر غلطی سے نہیں ہوا

یعنی اسحاق بن رھویہ نے گنجائش رکھی ہے کہ شاتم رسول اگر غلطی سے کر بیٹھا ہے تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا

غیر مقلدین اور وہابیوں کے امام ابن تیمیہ نے کتاب الصارم المسلول على شاتم الرسول ج ١ ص ٥٥٨ میں امام احمد کی رائے کو ترجیح دی جو أحكام أهل الملل میں ابو بکر الخلال سے نقل کی گئی ہے کہ امام احمد نے کہا

كل من شتم النبي صلى الله عليه وسلم مسلما كان أو كافرا فعليه القتل

ہر کوئی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے چاہے مسلمان ہو یا کافر اس پر قتل ہے

احناف کی فقہ کی کتاب البحر الرائق شرح كنز الدقائق از ابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ) کے مطابق

وَمِمَّنْ صَرَّحَ بِقَبُولِ تَوْبَتِهِ عِنْدَنَا الْإِمَامُ السُّبْكِيُّ فِي السَّيْفِ الْمَسْلُولِ وَقَالَ إنَّهُ لَمْ يَجِدْ لِلْحَنَفِيَّةِ إلَّا قَبُولَ التَّوْبَةِ تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ فِي إسْقَاطِهِ الْقَتْلَ قَالُوا هَذَا مَذْهَبُ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَمَالِكٍ وَنُقِلَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اور ہم میں سے جنہوں نے اس کی صرآحت کی ہے کہ (شاتم رسول کی) توبہ قبول ہوتی ہے ان میں امام سبکی ہیں کتاب السَّيْفِ الْمَسْلُولِ میں اور کہا ہے کہ ان کو احناف میں کوئی نہ ملا سوائے توبہ کی قبولیت کے کہ قبول توبہ سے شاتم النبی کے قتل کا حکم ختم ہو جاتا ہے جو اہل کوفہ اور امام مالک کا مذہب ہے اور ابو بکر رضی الله عنہ سے نقل کیا گیا ہے

احناف کی فقہ کی کتاب مختصر القدوري في الفقه الحنفي از أحمد بن محمد بن أحمد بن جعفر بن حمدان أبو الحسين القدوري (المتوفى: 428هـ) کے مطابق

ومن امتنع من أداء الجزية أو قتل مسلما أو سب النبي عليه الصلاة والسلام أو زنى بمسلمة لم ينقض عهده ولا ينتقض العهد إلا بأن يلحق بدار الحرب أو يغلبوا على موضع فيحاربونا

اور جو جزیہ نہ دے اور مسلمان کا قتل کرے اور رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو گالی دے یا مسلمان سے زنا کرے تو اس سے عہد ختم نہیں ہوتا اور یہ عہد نہیں ٹوٹتا سوائے اس کے کہ وہ دار الحرب سے مل جائے اور کسی مقام پر غلبہ پا کر مسلمانوں سے جنگ کرے

اسی طرح کا قول حنفی فقہ کی کتاب العناية شرح الهداية میں ہے

شتم رسول کی حد کفار اور ذمیوں پر

امت میں شتم رسول کی سزا کا اختلاف شروع سے چلا آ رہا ہے اس میں کسی ایک رائے کو ہی مرجوع قرار نہیں دیا جا سکتا اور عجیب بات ہے کہ آج لوگوں نے قرآن کی آیات تک اس کے حوالے سے بیان کرنا شروع کر دی ہیں جن سے ظاہر ہے کہ سیاق و سباق سے نکال کر آیات کو اپنے مدعآ میں پیش کیا گیا ہے ورنہ فقہاء کا اختلاف کیوں ہے- شتم رسول یا سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قتل کرنے کے لئے جو روایات پیش کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں

کعب بن اشرف کا قتل

دلائل النبوه البیہقی، سنن ابی داود کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ فَارِسٍ، أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ نَافِعٍ، حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ، وَكَانَ كَعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ يَهْجُو النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُحَرِّضُ عَلَيْهِ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ، وَأَهْلُهَا أَخْلَاطٌ، مِنْهُمُ الْمُسْلِمُونَ، وَالْمُشْرِكُونَ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ، وَالْيَهُودُ وَكَانُوا يُؤْذُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ، فَأَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ بِالصَّبْرِ وَالْعَفْوِ، فَفِيهِمْ أَنْزَلَ اللَّهُ: {وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ} [آل عمران: 186] الْآيَةَ، فَلَمَّا أَبَى كَعْبُ بْنُ الْأَشْرَفِ أَنْ يَنْزِعَ عَنْ أَذَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ أَنْ يَبْعَثَ رَهْطًا يَقْتُلُونَهُ،

کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتا تھا- اور اپنے شعروں میں قریش کے کافروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکاتا تھا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ ملے جلے لوگ تھے- ان میں مسلمان بھی تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت نے جمع کردیا تھا

اور مشرکین بھی تھے جو بت پرست تھے اور اُن میں یہودی بھی تھے جو ہتھیاروں او رقلعوں کے مالک تھے اور وہ اوس و خزرج قبائل کے حلیف تھے- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب مدینہ تشریف آوری ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب لوگوں کی اصلاح کا ارادہ فرمایا-ایک آدمی مسلمان ہوتا تو اس کا باپ مشرک ہوتا- کوئی دوسرا مسلمان ہوتا تو اس کابھائی مشرک ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

آمد مبارک پرمشرکین اور یہودانِ مدینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے صحابہ کرام کو شدید قسم کی اذیت سے دوچار کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اس پر صبر و تحمل اور ان سے درگزر کرنے کا حکم دیا۔

ان کے بارے میں آیت نازل ہوئی وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ} [آل عمران: 186] الْآيَةَ

اور بلاشبہ آپ ضرور ان سے سنیں گے جن کو آپ سے پہلے کتاب دی گئی

پھر جب کعب بن اشرف نے بغاوت کی تو آپ نے سعد بن معاذ کو حکم دیا کہ کسی کو بھیجیں جو اسکو قتل کرے

اسکی سند میں أبو اليمان الحكم بن نافع البهرانى الحمصى جو شُعَيْبِ بنِ أَبِي حَمْزَةَ سے روایت کر رہے ہیں جن کے لئے الذھبی کتاب سير أعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

سَعِيْدُ بنُ عَمْرٍو البَرْذَعِيُّ: عَنْ أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ، قَالَ: لَمْ يَسْمَعْ أَبُو اليَمَانِ مِنْ شُعَيْبٍ إِلاَّ حَدِيْثاً وَاحِداً، وَالبَاقِي إِجَازَةً

سَعِيْدُ بنُ عَمْرٍو البَرْذَعِيُّ نے أَبِي زُرْعَةَ الرَّازِيِّ سے روایت کیا انہوں نے کہا ابو اليَمَانِ نے شُعَيْبٍ سے صرف ایک ہی حدیث روایت کی اور باقی اجازہ ہے

تھذیب الکمال کے مطابق احمد کہتے ہیں

فَكَانَ وَلَدُ شُعَيْبٍ يَقُوْلُ: إِنَّ أَبَا اليَمَانِ جَاءنِي، فَأَخَذَ كُتُبَ شُعَيْبٍ مِنِّي بَعْدُ، وَهُوَ يَقُوْلُ: أَخْبَرَنَا. فَكَأَنَّهُ اسْتَحَلَّ ذَلِكَ، بِأَنْ سَمِعَ شُعَيْباً يَقُوْلُ لِقَوْمٍ: ارْوُوْهُ عَنِّي.

قَالَ إِبْرَاهِيْمُ بنُ دَيْزِيْلَ: سَمِعْتُ أَبَا اليَمَانِ يَقُوْلُ: قَالَ لِي أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلٍ: كَيْفَ سَمِعْتَ الكُتُبَ مِنْ شُعَيْبٍ؟ قُلْتُ: قَرَأْتُ عَلَيْهِ بَعْضَهُ، وَبَعْضُهُ قَرَأَهُ عَلَيَّ، وَبَعْضُهُ أَجَازَ لِي، وَبَعْضُهُ مُنَاوَلَةً. قَالَ: فَقَالَ فِي كُلِّهِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

شُعَيْبٍ کے بیٹے کہتے تھے کہ أَبَا اليَمَانِ میرے پاس آیا اور مجھ سے والد کی کتب لیں اور کہنے لگا اخبرنا! پس اس نے اس کو جائز سمجھا اور میرے والد ایک قوم سے کہتے یہ مجھ سے روایت (کیسے) کرتا ہے

إِبْرَاهِيْمُ بْنُ دَيْزِيْلَ نے کہا میں نے أَبَا اليَمَانِ کو کہتے سنا وہ کہتے مجھ سے امام احمد نے کہا تم شُعَيْبٍ سے کتاب کیسے سنتے ہو ؟ میں نے کہا بعض میں اس پر پڑھتا ہوں اور بعض وہ مجھ کو سناتا ہے اور بعض کی اس نے اجازت دی اور بعض کا مناولہ کہا میں نے اس سب پر کہا اخبرنا شُعَيْبٌ

یعنی أَبَا اليَمَانِ الحکم بن نافع اس کا کھلم کھلا اقرار کرتے تھے کہ ہر بات جس پر وہ اخبرنا شُعَيْبٌ کہتے ہیں اس میں سے ہر حدیث ان کی سنی ہوئی نہیں ہے

روایت تاریخ کے مطابق غلط ہے – صحیحین میں کعب کی قتل کی وجوہات نہیں بیان ہوئیں - ابن اسحاق کی سیرت کے مطابق کعب مدینہ کا باسی نہ تھا اس کی ننھیال مدینہ میں تھی اور اس کے ہمدرد اس کے ساتھ تھے کعب کا باپ قبیلہ بنی طی کا تھا جو مدینہ کے شمال میں تھا لیکن کعب ایک یہودی سیٹھ تھا اور عرب میں سفر کرتا اور قبائل کو مدینہ پر حملہ کے لئے اکساتا یہاں تک کہ اس نے عباس رضی الله عنہ کی بیوی نبی صلی الله علیہ وسلم کی مومنہ چچی لبابہ الکبری رضی الله عنہآ کے لئے بیہودہ شاعری کی

لہذا کعب کا قتل رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی ہجو پر نہیں بلکہ فتنہ پردازی کرنے پر ہوا تھا

کعب کے واقعہ کا شتم رسول سے کوئی تعلق نہیں یہ ایک خاص حکم تھا جو فتنہ اور مدینہ کی سلامتی کے لئے لیا گیا تھا

ابو رافع کا قتل

محمد بن اسحٰق سیرت میں لکھتے ہیں

ولما انقضى شأن الخندق وأمر بنى قريظة وكان سلام بن أبي الحقيق وهو أبو رافع فيمن حزب الأحزاب على رسول الله صلى الله عليہ وسلم وكانت الأوس قبل أحد قتلت كعب بن الأشرف في عداوته لرسول الله صلى الله عليہ وسلم وتحريضه عليه استأذنت الخزرج رسول الله صلى الله عليہ وسلم في قتل سلام بن أبي الحقيق وهو بخيبر فأذن لهم.

جب غزوۂ خندق اور بنو قریظہ کے یہود کامعاملہ پورا ہوگیا - ابو رافع سلام بن ابی الحقیق یہودی ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اتحادیوں کو جمع کیا تھا۔ اُحد سے پہلے اَوس قبیلے کےلوگوں نے کعب بن اشرف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت اور لوگوں کی وجہ سےقتل کیا تھا توخزرج والوں نے ابورافع یہودی کے قتل کی اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کی اور اس وقت ابو رافع خیبر میں تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کی اجازت دی۔

اس واقعہ کا بھی سب و شتم کرنے سے تعلق نہیں ہے یہ بھی ایک خاص حکم ہے جو بطور حاکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی سلامتی کے لئے دیا

ایک ام ولد کا قتل

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی اُمّ ولد تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی اور آپ کی شان میں گستاخی کرتی تھی۔ وہ نابینا صحابی اسے منع کرتے لیکن وہ باز نہ آتی تھی۔.... ایک رات جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدگوئی کرنے لگی تو اُس نے برچھا پکڑا تو اسے اس کے پیٹ پر رکھ دیا اور اُس پر اپنا بوجھ ڈالا اور اسےقتل کردیا۔ جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا:

ألا اشهدوا إن دمها هدر

خبردار، گواہ ہوجاؤ اس لونڈی کا خون ضائع و رائیگاں ہے

المطالب العالية (2046)، إتحاف الخيرة المهرة سنن أبي داود (4361)، سنن النسائي (4075)،سنن الدارقطني للبوصیری

البانی اس حدیث کے بارے میں إرواء الغليل میں کہتے ہیں: إسناده صحيح على شرط مسلم اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ امام حاکم کہتے ہیں هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ - یہ حدیث صحیح الاسناد ہے مسلم کی شرط پر لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی

امام حاکم تصحیح حدیث میں غلطیاں کرنے پر مشہور و معروف ہیں یہاں تک کہ انبیاء پر وسیلہ کی وسیلہ کی تہمت لگاتے اور رفض میں علی کو تمام صحابہ سے افضل قرار دینے والی روایات کو بھی صحیح کہتے تھے

إس کي سند میں عثمان الشحام العدوی ہے - جس کے لئے امام یحییٰ القطان کہتے ہیں

يعرف وينكر ولم يكن عندي بذاك

اس کو پہچانا اور انکار کیا جاتا ہے اور میرے نزدیک ایسا (مظبوط) نہیں

میزان الاعتدال از الذھبی میں ہے : نسائی خود کہتے ہیں قال النسائي: ليس بالقوى. میرے نزدیک قوی نہیں

جس راوی کی روایت نسائی خود کہیں مظبوط نہیں اس کو علماء آج انکی ہی کتاب سے نقل کر کے کیسے صحیح قرار دے سکتے ہیں

کتاب إكمال تهذيب الكمال في أسماء الرجال کے مطابق

.قال أبو أحمد الحاكم: عثمان بن مسلم أبو سلمة الشحام ليس بالمتين عندهم

أبو أحمد الحاكم کہتے ہیں : عثمان محدثین کے نزدیک مظبوط نہیں ہے

الغرض بعض محدثین اس کو ثقہ کہتے ہیں لیکن حلال و حرام میں اس کی روایت مظبوط نہیں وہ بھی جب اس بنیاد پر قتل کا فتوی دیا جا رہا ہو- عصر حاضر کے علماء میں سے شعَيب الأرنؤوط ، سنن ابو داود پر اپنی تحقیق میں کہتے ہیں

.إسناده قوي من أجل عثمان الشحام، فهو صدوق لا بأس به وباقي رجاله ثقات

عثمان الشحام کی وجہ سے اس روایت کی اسناد قوی ہیں کیونکہ وہ صدوق ہے اس میں کوئی برائی نہیں اور باقی رجال ثقہ ہیں

یعنی جو راوی متقدمین محدثین کے نزدیک مظبوط نہیں تھا وہ آج معتبر ہو چلا ہے

ایک صحابی کا بہن کو قتل کرنا

معرفہ صحابہ از ابو نعیم کی روایت ہے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو الْخَلَّالُ، ثنا ابْنُ كَاسِبٍ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ، ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، أَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ السَّلَمَ بْنَ يَزِيدَ، وَيَزِيدَ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَاهُ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ أُمَيَّةَ، أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ أُخْتٌ، فَكَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آذَتْهُ فِيهِ وَشَتَمَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ مُشْرِكَةً، فَاشْتَمَلَ لَهَا يَوْمًا عَلَى السَّيْفِ، ثُمَّ أَتَاهَا فَوَضَعَهُ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا، فَقَامَ بَنُوهَا وَصَاحُوا وَقَالُوا: قَدْ عَلِمْنَا مَنْ قَتَلَهَا، أَفَيَقْتُلُ أَمَّنَا وَهَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَهُمْ آبَاءٌ، وَأُمَّهَاتٌ مُشْرِكُونَ؟ فَلَمَّا خَافَ عُمَيْرٌ أَنْ يَقْتُلُوا غَيْرَ قَاتِلِهَا ذَهَبَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: «أَقَتَلْتَ أُخْتَكَ؟» ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «وَلِمَ؟» ، قَالَ: إِنَّهَا كَانَتْ تُؤْذِينِي فِيكَ،

فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَنِيهَا فَسَأَلَهُمْ، فَسَمَّوْا غَيْرَ قَاتِلِهَا، فَأَخْبَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِ، وَأَهْدَرَ دَمَهَا، قَالُوا: سَمْعًا وَطَاعَةً

عمیر بن اُمیہ کی ایک بہن تھی اور عمیر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے تو وہ اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے تکلیف دیتی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتی اور وہ مشرکہ تھی۔ اُنہوں نے ایک دن تلوار اُٹھائی پھر اپنی بہن کے پاس آئے، اسے تلوار کا وار کرکے قتل کردیا۔ اس کے بیٹے اُٹھے، اُنہوں نے چیخ و پکار کی اور کہنے لگے کہ ہمیں معلوم ہے، کس نے اسے قتل کیا ہے؟ کیا ہمیں امن و امان دے کرقتل کیا گیا ہے؟ اور اس قوم کے آباء و اجداد اور مائیں مشرک ہیں۔ جب عمیر کو یہ خوف لاحق ہوا کہ وہ اپنی ماں کے بدلے میں کسی کو ناجائز قتل کردیں گے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کوخبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أقتلت أختك

کیا تم نے اپنی بہن کوقتل کیا ہے۔

انہوں نے کہا ہاں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے کہا: ولم؟ تم نے اسے کیوں قتل کیا

تو اُنہوں نے کہا: إنها كانت تؤذيني فيك یہ مجھے آپ کے بارے میں تکلیف دیتی تھی۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلمنےاس کے بیٹوں کی طرف پیغام بھیجا اور ان سے پوچھا تو اُنہوں نے کسی اور کو قاتل بنایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے ان کو خبر دی اور اس کا خون رائیگاں قراردیا تو اُنہوں نے کہا: ہم نے سنا اور مان لیا

الإصابة ، المعجم الکبیر از طبرانی، مجمع الزوائد, أسد الغابة

اسکی سند میں يَعْقُوب بْن حميد بن كاسب کا تفرد ہے - كتاب الكامل في ضعفاء الرجال از ا بن عدي الجرجاني (المتوفى: 365هـ) کے مطابق

قال النسائي يَعْقُوب بْن حميد بن كاسب ليس بشَيْءٍ

نسائی کہتے ہیں يَعْقُوب بْن حميد بن كاسب کوئی چیز نہیں

کتاب سير الاعلام النبلاء از الذھبی کے مطابق

أَبُو حَاتِمٍ کہتے ہیں ضَعِيْفُ الحَدِيْثِ

بخاری نے صحیح میں ایک یعقوب سے روایت لی اور لوگوں کا گمان ہے کہ یہ يَعْقُوب غير مَنْسُوب اصل میں ابْن حميد بن كاسب ہے دیکھئے الهداية والإرشاد في معرفة أهل الثقة والسداد از أحمد بن محمد بن الحسين بن الحسن، أبو نصر البخاري الكلاباذي – اس بنیاد پر یعقوب ابْن حميد بن كاسب کو صحیح بخاری کا راوی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ائمہ حدیث اس پر متفق نہیں ہیں

اس روایت میں عُمَيْرِ بْنِ أُمَيَّةَ نامی ایک صحابی کا ذکر ہے جو صرف اسی روایت سے جانے جاتے ہیں- یہ واقعی صحابی بھی تھے یا نہیں کسی اور دلیل سے ثابت نہیں-

ایک یہودیہ کا قتل

سنن ابو داود اور سنن الکبری البیہقی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، «أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا

ایک یہودیہ عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی اور آپ کے بارے میں نازیبا کلمات کہا کرتی تھی۔ ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون باطل قرار دیا۔

اس روایت کے بارے میں إرواء الغليل میں البانی کہتے ہیں إسناده صحيح على شرط الشيخين اس کی سند بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے لیکن بعد میں اس قول سے رجوع کرتے ہیں اور کتاب صحيح وضعيف سنن أبي داود

میں کہتے ہیں ضعيف الإسناد

کتاب الأحاديث المختارة أو المستخرج من الأحاديث المختارة مما لم يخرجه البخاري ومسلم في صحيحيهما از ضياء الدين أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد المقدسي (المتوفى: 643هـ) کے مطابق كَذَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُد إِسْنَاده مُنْقَطع اسطرح ابو داود نے روایت کیا ہے اسناد منقطع ہیں

حد قتل صرف مرتکبِ توہین رسالت کے لیے

سنن الکبری البیہقی کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، نا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، نا شُعْبَةُ، عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، عَنْ أَبِي السَّوَّارِ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ، أَنَّ رَجُلًا، سَبَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: " أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: لَا لَيْسَتْ هَذِهِ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو برزہ کہتے ہیں ایک شخص نے ابو بکر رضی الله عنہ کو گالی دی -میں نے کہا یا خلیفہ رسول آپ کی اجازت ہو تو گردن مار دوں؟ ابو بکر رضی الله عنہ نے کہا لَا لَيْسَتْ هَذِهِ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یہ حد رسول الله کے بعد کسی کے لئے نہیں

ایک اور روایت میں ہے لا والله ما كانت لبشر بعد محمد صلى الله عليه وسلم

الله کی قسم رسول الله کے بعد یہ کسی بشر کے لئے نہیں

السنن الكبرى للنسائي سنن أبي داؤد سنن النسائي

میزان الاعتدال از الذھبی کے مطابق ابن معین اس کی سند میں توبہ العنبری کی تضعیف کرتے ہیں

یہ روایت مستدرک الحاکم میں بھی ہے لیکن الذھبی تلخیص میں اس پر سکوت کرتے ہیں جس سے ظاہر سے وہ اس کی صحت پر مطمئن نہ تھے

یہ روایت مبہم ہے- ابو بکر رضی الله عنہ کس بات پر ناراض تھے واضح نہیں- اور کسی کا اسطرح دخل در معقولات کرنا بے ادبی ہے - الفاظ لَا لَيْسَتْ هَذِهِ لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا مطلب ہے ایسا حکم دینا صرف رسول الله کا حق ہے - صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے یہودی جو کہتا تھا تم پر موت ہو اس کو قتل کرنے سے منع کیا

ایک عیسائی کو سزا

سنن الکبری بیہقی کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْفَارِسِيُّ , أنبأ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَصْفَهَانِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ فَارِسٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: قَالَ نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ: ثنا الْمُبَارَكُ، أنبأ حَرْمَلَةُ بْنُ عِمْرَانَ، حَدَّثَنِي كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ، أَنَّ عَرَفَةَ بْنَ الْحَارِثِ الْكِنْدِيَّ مَرَّ بِهِ نَصْرَانِيٌّ فَدَعَاهُ إِلَى الْإِسْلَامِ , فَتَنَاوَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَهُ , فَرَفَعَ عَرَفَةُ يَدَهُ فَدَقَّ أَنْفَهُ , فَرُفِعَ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ , فَقَالَ عَمْرٌو: أَعْطَيْنَاهُمُ الْعَهْدَ. فَقَالَ عَرَفَةُ: مَعَاذَ اللهِ أَنْ نَكُونَ أَعْطَيْنَاهُمْ عَلَى أَنْ يُظْهِرُوا شَتْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , إِنَّمَا أَعْطَيْنَاهُمْ عَلَى أَنْ نُخَلِّيَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ كَنَائِسِهِمْ , يَقُولُونَ فِيهَا مَا بَدَا لَهُمْ , وَأَنْ لَا نُحَمِّلَهُمْ مَا لَا يُطِيقُونَ , وَإِنْ أَرَادَهُمْ عَدُوٌّ قَاتَلْنَاهُمْ مِنْ وَرَائِهِمْ , وَنُخَلِّيَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ أَحْكَامِهِمْ , إِلَّا أَنْ يَأْتُوا رَاضِينَ بِأَحْكَامِنَا , فَنَحْكُمَ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِ اللهِ وَحُكْمِ رَسُولِهِ , وَإِنْ غَيَّبُوا عَنَّا لَمْ نَعْرِضْ لَهُمْ فِيهَا. قَالَ عَمْرٌو: صَدَقْتَ وَكَانَ عَرَفَةُ لَهُ صُحْبَةٌ

كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ کہتے ہیں کہ َعرَفَةَ بْنَ الْحَارِثِ الْكِنْدِيَّ کے پاس سے ایک عیسائی گزرا تو اُنہوں نے اسے اسلام کی دعوت پیش کی تو اُس عیسائی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی۔ َعرَفَةَ بْنَ الْحَارِثِ الْكِنْدِيَّ نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور اس کی ناک پھوڑ دی ۔ یہ مقدمہ عمرو بن العاص کے پاس لایا گیا تو عمرو نے کہا ہم نے ان کو عہد و پیمان دیا ہے (یعنی ان کی حفاظت ہم پر لازم ہے) َعرَفَةَ بْنَ الْحَارِثِ الْكِنْدِيَّ نے کہا اللہ کی پناہ! ہم ان کو اس بات پر عہد و پیمان دیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب و شتم کا اظہار کریں۔ ہم نے ان کو اس بات کا عہد دیا ہے کہ ہم اُنہیں ان کے گرجا گھروں میں چھوڑ دیں وہ اپنے گرجا گھروں میں جو کہنا ہے کہیں اور ان کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈالیں اوراگر کوئی دشمن ان کا قصد کرے تو ہم ان کے پیچھے ان سے لڑائی لڑیں اور اُنہیں ان کے احکامات پر چھوڑ دیں، اِلا یہ کہ وہ ہمارے احکامات پر راضی ہوکر آئیں تو ہم ان کے درمیان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق فیصلہ کریں اوراگر وہ ہم سے غائب ہوں تو ہم ان کے پیچھے نہ پڑیں۔ عمرو بن العاص نے فرمایا: صدقتَ تم نے سچ کہا – (بیہقی نے کہا) اور عَرَفَةُ صحابی ہیں

سند میں كعب بن علقمة بن كعب التنوخى المصرى ہیں - بخاری نے تاریخ الکبیر میں نام لکھا ہے نہ جرح کی نہ تعدیل - صرف ابن حبان نے ثقآت میں ذکر کیا ہے – بخاری نے الأدب المفرد میں روایت لکھی ہے ایسے رویوں کا مجھول سمجھا جاتا ہے جن پر نہ جرح ہو نہ تعدیل ہو

عرَفَةَ بْنَ الْحَارِثِ الْكِنْدِيَّ کا صحابی ہونا واضح نہیں – لہذا دونوں مجھول راوی ہیں –روایت کے آخر میں بیہقی نے کہا ہے عَرَفَةُ صحابی ہیں لیکن ابن حجر الإصابة في تمييز الصحابة میں کہتے ہیں ذكره ابن قانع، وابن حبّان ان کا ابن قانع اور ابن حبان نے ذکر کیا ہے - آبن قانِع المتوفی ۳۵۱ ھ کتاب معجم الصحابة میں ان کا ذکر کرتے ہیں - اس سے قبل کسی نے ان کو صحابی قرار نہ دیا – بہت سے لوگوں کو اس بنیاد پر صحابی نہیں کہا گیا کہ انہوں نے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور دیکھا ان سے کچھ سنا نہیں- عرَفَةَ بْنَ الْحَارِثِ الْكِنْدِيَّ کے بارے میں تو یہ بھی نہیں پتا کہ واقعی دور نبوی بھی پایا تھا یا نہیں- ایک روایت کے مطابق جو جمع الفوائد من جامع الأصول ومجمع الزَّوائِد

میں ہے عرفہ نے حجہ الوداع کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا لیکن اس کو البانی ضعیف کہتے ہیں

علی رضی اللہ عنہ کی روایت

ایک اور روایت ہے جو مجمع الزوائد ،میں ہے

عَنْ عَلِيٍّ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " «مَنْ سَبَّ الْأَنْبِيَاءَ قُتِلَ، وَمَنْ سَبَّ أَصْحَابِي جُلِدَ

.رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الصَّغِيرِ وَالْأَوْسَطِ عَنْ شَيْخِهِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيِّ رَمَاهُ النَّسَائِيُّ بِالْكَذِبِ

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو انبیاء کو گالی دے قتل کر دو اور جو میرے اصحاب کو گالی دے اسے کوڑے مارو

اس کو طبرانی نے الصغیر اور الاوسط میں اپنے شیخ عبید اللہ سے روایت کیا جن کو نسائی نے جھوٹ بولنے پر پھینک دیا ہے

عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کی روایت

عمیر بن عدی نے ایک گستاخ عورت کو قتل کیا اسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی

آپ نے فرمایا

لا ينتطح فيها عنزان

اس میں دو بکریوں کے سینگ بھی نہیں الجھیں گے

یعنی اس میں کسی کو اختلاف نہ ہو گا

لیکن محدثین اس کو ایک موضوع روایت کہتے ہیں

مسند الشهاب از أبو عبد الله محمد بن سلامة بن جعفر بن علي بن حكمون القضاعي المصري (المتوفى: 454هـ) کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ أَبُو طَاهِرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدُونِ الْمَوْصِلِيُّ، قَدِمَ عَلَيْنَا، أبنا أَبُو الْحَسَنِ، عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْحَرْبِيُّ الْحَنْبَلِيُّ السُّكَّرِيُّ، ثنا أَبُو الْفَضْلِ، جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ الْجُرْجَرَائِيُّ بِهَا، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْعَلَاءِ الشَّامِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ اللَّخْمِيُّ أَبُو إِبْرَاهِيمَ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: هَجَتِ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي خَطْمَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِجَاءٍ لَهَا، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ ذَلِكَ، وَقَالَ: «مَنْ لِي بِهَا؟» فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهَا: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَانَتْ تَمَّارَةٌ تَبِيعُ التَّمْرَ، قَالَ: فَأَتَاهَا أَجْوَدَ مِنْ هَذَا قَالَ: فَدَخَلَتِ التُّرْبَةَ، قَالَ: وَدَخَلَ خَلْفَهَا، فَنَظَرَ يَمِينًا وَشِمَالًا، فَلَمْ يَرَ إِلَّا خِوَانًا، قَالَ: فَعَلَا بِهِ رَأْسَهَا حَتَّى دَمَغَهَا بِهِ، قَالَ: ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ كَفَيْتُكَهَا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَا إِنَّهُ لَا يَنْتَطِحُ فِيهَا عَنْزَانِ» ، فَأَرْسَلَهَا مَثَلًا

اس سند میں مجالد بن سعید ہے جو ضعیف ہے - ابن عدی ، ابن جوزی اور البانی کے مطابق روایت موضوع ہے جس کو محمد بن الحجاج اللَّخمي نے گھڑا ہے

دوسری سند ہے

أنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْأَصْبَهَانِيُّ، نا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ التُّسْتَرِيُّ، وَذُو النُّونِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا نا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَسْكَرِيُّ، نا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، نا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، أنا الْوَاقِدِيُّ، نا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ فَضْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَتْ عَصْمَاءُ بِنْتُ مَرْوَانَ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ، وَكَانَ زَوْجُهَا يَزِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ حِصْنٍ الْخَطْمِيُّ، وَكَانَتْ تُحَرِّضُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَتُؤْذِيهِمْ، وَتَقُولُ الشِّعْرَ، فَجَعَلَ عُمَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ نَذْرًا أَنَّهُ لَئِنْ رَدَّ اللَّهُ رَسُولَهُ سَالِمًا مِنْ بَدْرٍ لَيَقْتُلَنَّهَا، قَالَ: فَعَدَا عَلَيْهَا عُمَيْرٌ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقَتَلَهَا، ثُمَّ لَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى مَعَهُ الصُّبْحَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَصَفَّحُهُمْ إِذَا قَامَ يَدْخُلُ مَنْزِلَهُ، فَقَالَ لِعُمَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ: «قَتَلْتَ عَصْمَاءَ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ هَلْ عَلَيَّ فِي قَتْلِهَا شَيْءٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَنْتَطِحُ فِيهَا عَنْزَانِ» ، فَهِيَ أَوَّلُ مَا سَمِعْتُ هَذِهِ الْكَلِمَةَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کی سند میں عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ فَضْلٍ اور ان کا باپ دونوں مجھول ہیں ، لگتا ہے یہ غلطی ہے، کیونکہ ایک راوی عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ الْفُضَيْلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ کے نام کا ہے

سند میں واقدی ہے جو ضعیف ہے

تہذیب التہذیب از ابن حجر کے مطابق امام احمد کہتے ہیں الْحَارِثِ بْنِ الْفُضَيْلِ

لیس بمحفوظ الحدیث حدیث میں محفوظ نہیں

لیس بمحمود الحدیث حدیث میں قابل تعریف نہیں

بنی قریظہ کی عورت کا قتل

مسند احمد کی راویت ہے

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: لَمْ يَقْتُلْ مِنْ نِسَائِهِمْ إِلَّا امْرَأَةً وَاحِدَةً. قَالَتْ: وَاللَّهِ إِنَّهَا لَعِنْدِي تَحَدَّثُ مَعِي، تَضْحَكُ ظَهْرًا وَبَطْنًا، «وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْتُلُ رِجَالَهُمْ بِالسُّوقِ» ، إِذْ هَتَفَ هَاتِفٌ بِاسْمِهَا: أَيْنَ فُلَانَةُ؟ قَالَتْ: أَنَا وَاللَّهِ، قَالَتْ: قُلْتُ: وَيْلَكِ، وَمَا لَكِ؟ قَالَتْ: أُقْتَلُ. قَالَتْ: قُلْتُ: وَلِمَ؟ قَالَتْ: حَدَثٌ أَحْدَثْتُهُ. قَالَتْ: فَانْطُلِقَ بِهَا، فَضُرِبَتْ عُنُقُهَا وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ: وَاللَّهِ مَا أَنْسَى عَجَبِي مِنْ طِيبِ نَفْسِهَا، وَكَثْرَةِ ضَحِكِهَا وَقَدْ عَرَفَتْ أَنَّهَا تُقْتَلُ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عورتوں میں سے کسی کا قتل نہ ہوا سوائے ایک عورت کے جو گستاخ تھی

اسکی تمام اسناد میں محمّد بن اسحاق ہے جو ضعیف ہے اور احمد کہتے ہیں اس سے حلال و حرام کی روایت نہیں لینی چاہیے

مصنف عبد الرزاق کی روایت

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ الْفَضْلِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ. . . أَوْ قَالَ: أَلْفَيْنِ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تَسُبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ يَكْفِينِي عَدُوِّي؟» فَخَرَجَ إِلَيْهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَتَلَهَا

مصنف عبد الرزاق کے نسخہ میں الفاظ مکمل نقل نہیں ہوئے أبو نعيم نے معرفة الصحابة (6/ 3162) میں اس کا مکمل متن و سند نقل کیا ہے :
حدثنا أحمد بن محمد بن يوسف، ثنا عبد الله بن محمد البغوي، ثنا زهير بن محمد، ثنا عبد الرزاق، عن معمر،

عن سماك بن الفضل، عن عروة بن محمد، عن رجل من بلقين، قال: كانت امرأة تسب النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: «من يكفيني عدوتي، فخرج خالد بن الوليد فقتلها

سماك بن الفضل روایت کرتے ہیں عروة بن محمد سے وہ بلقين میں سے ایک شخص سے کہ ایک عورت تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون میری مدد کرتا ہے میری دشمن کے لئے پس خالد بن ولید نکلے اور اس کو قتل کر دیا

اسکی سند میں عروة بْن مُحَمَّد بْن عطية السعدي الجشمي ہیں جن کو سُلَيْمان بن عبد الملك اور عُمَر بْن عبد العزيز اور يزيد بن عبد الملك نے یمن پر عامل مقرر کیا تھا – عروہ ایک مجھول سے روایت نقل کر رہے ہیں جس کا نام و نسب نہیں پتا

لیکن پانچویں صدی کی کتاب المحلی از ابن حزم کی روایت ہے

وَحَدَّثَنَا حُمَامٌ نا عَبَّاسُ بْنُ أَصْبَغَ نا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَيْمَنَ نا أَبُو مُحَمَّدٍ حَبِيبٌ الْبُخَارِيُّ - هُوَ صَاحِبُ أَبِي ثَوْرٍ ثِقَةٌ مَشْهُورٌ - نا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ سَمِعْت عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ يَقُولُ: " دَخَلْت عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ لِي: أَتَعْرِفُ حَدِيثًا مُسْنَدًا فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - فَيُقْتَلُ؟ قُلْت: نَعَمْ، فَذَكَرْت لَهُ حَدِيثَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ " رَجُلٍ " مِنْ بُلْقِينَ قَالَ «كَانَ رَجُلٌ يَشْتُمُ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - فَقَالَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ -: مَنْ يَكْفِينِي عَدُوًّا لِي؟ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: أَنَا فَبَعَثَهُ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - إلَيْهِ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ: لَيْسَ هَذَا مُسْنَدًا، هُوَ عَنْ رَجُلٍ؟ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِهَذَا يُعْرَفُ هَذَا الرَّجُلُ وَهُوَ اسْمُهُ، قَدْ أَتَى النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَبَايَعَهُ، وَهُوَ مَشْهُورٌ مَعْرُوفٌ؟ قَالَ: فَأَمَرَ لِي بِأَلْفِ دِينَارٍ؟»

علی المدینی کو کہتے محمد بن سہل نے سنا کہ میں (علی المدینی) امیر المومنین (المامون) کے پاس داخل ہوا انہوں نے پوچھا :کیا آپ کو کوئی مسند روایت پتا ہے جس میں نبی کی گستاخی پر قتل کی سزا ہو؟ میں نے کہا جی ؛ پس ان سے حدیث ذکر کی کہ عبد الرزاق نے معمر سے انہوں نے سماک سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے بلقین کے رجل سے روایت کیا کہ ... امیر المومنین نے کہا اس میں تو روایت عن رجل سے ہے مسند کیسے ہوئی؟ میں نے کہا اے امیر المومنین اس رجل کا نام ہی ایسے لیا جاتا تھا اور یہی اسکا نام ہے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور انکی بیعت کی اور یہ مشہور و معروف ہیں پس امیر المومنین نے ہزار دینار عطا کیے

ابن حزم کہتے ہیں

هَذَا حَدِيثٌ مُسْنَدٌ صَحِيحٌ، وَقَدْ رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ عَنْ عَبْدُ الرَّزَّاقِ كَمَا ذَكَرَهُ، وَهَذَا رَجُلٌ مِنْ الصَّحَابَةِ مَعْرُوفٌ اسْمُهُ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ " رَجُلٌ " مِنْ بُلْقِينَ.

یہ حدیث مسند ہے صحیح ہے اس کو علی بن المدینی نے روایت کیا ہے عبد الرزاق سے جیسا کہ ذکر کیا اور یہ رجل صحابہ میں سے ہے جن کو انکے گھر والوں نے ایسا نام دیا کہ بلقین کا آدمی

یہ سب اگر آپ نے پڑھ لیا ہے تو سنئے یہ سب غلط ہے اور اس کی وجوہ یہ ہیں

اول محدثین اور عباسی خلفاء ایک دوسرے کو پسند نہ کرتے تھے اور معتزلی عقائد رکھتے تھے

دوم محدثین کی خلق قرآن کے مسئلہ پر سخت جانچ پڑتال کی جاتی – امام احمد کو علی المدینی کے دور کے ہیں ان کو کوڑے بھی لگے

سوم عبّاسی خلفاء نے اہل رائے والے علماء کو قاضی کے منصب دیے - محدثین کی عزت افزائی کا ان کو کوئی شوق نہ تھا یہی وجہ تھی کہ محدثین اور اہل رائے میں ایک مخاصمت جنم لے چکی تھی

لہذا عباسی خلفاء کے اہل رائے والے قاضی امام ابو حنیفہ ، امام یوسف اور امام محمد کا فتوی یہ تھا کہ ذمی شاتم کو قتل نہیں کیا جائے گا – امیر المومنین المأمون نے انعام سے نوازا اور حدیث کو ایک طرح علی المدینی نے بیچ دیا – ایسا ممکن نہیں محدثین حدیث سنانے کے پیسے نہ لیتے تھے

اب رجل من بلقین کا قبول کرنا بھی ایک فرضی داستان ہے اس کے لئے کہا جاتا ہے کہ رجل من بلقین ایک صحابی ہے اور صحابہ کلھم عدول ہیں لہذا روایت درست ہے لیکن اس بنیاد پر تو ہر وہ روایت درست مان لینی چاہیے جس میں دور نبوی کے لوگوں کا لقاء ثابت نہ ہو

اب غور سے پڑھیں اسی کتاب المحلی میں ابن حزم ایک دوسرے مسئلہ پر لکھتے ہیں

رُوِّينَاهُ مِنْ طَرِيقِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ «عَنْ رَجُلٍ مِنْ بُلْقِينَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ أَحَدٌ أَحَقُّ بِشَيْءٍ مِنْ الْمَغْنَمِ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَ: لَا، حَتَّى السَّهْمُ يَأْخُذُهُ أَحَدُكُمْ مِنْ جَنْبِهِ فَلَيْسَ أَحَقَّ مِنْ أَخِيهِ بِهِ» . قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: هَذَا عَنْ رَجُلٍ مَجْهُولٍ لَا يُدْرَى أَصَدَقَ فِي ادِّعَائِهِ الصُّحْبَةَ أَمْ لَا؟

اور ہم سے روایت کیا گیا ہے حماد بن سلمہ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَقِيقٍ «عَنْ رَجُلٍ مِنْ بُلْقِينَ کے طرق سے .... ابن حزم کہتے ہیں یہ رجل مجھول ہے – نہیں پتا کہ اس کا دعوی صحابی ہونا سچا بھی ہے یا نہیں

یعنی ایک ہی کتاب میں رجل من بلقین کو مجھول کہہ کر رد کیا اور جب اس کی شاتم رسول کی روایت آئی تو سب بھول بھال گئے

یہ روایت ان علماء میں چلتی رہی جو قتل کا فتوی دیتے تھے یہاں تک کہ ابن حجر نے الإصابة في تمييز الصحابة
میں لکھا کہ اوپر امیر المومنین المامون والآ قصہ جس کو ابن حزم صحیح کہہ گئے ہیں کذب ہے کتاب میں ابن حجر نے لکھآ

قلت: محمد بن سهل ما عرفته، وفي طبقته محمد بن سهل العطار رماه الدارقطنيّ بالوضع وقال: ناقض ابن حزم

میں کہتا ہوں کہ محمد بن سہل نہیں جانا جاتا اور اس طبقہ میں محمد بن سهل العطار ہے جس کو دارقطنی نے حدیث وضع کرنے پر پھینک دیا ہے اور یہ ابن حزم کی غلطی ہے

عمر بغیر پوچھے قتل کرتے رہتے

تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے

أخبرنا يونس بن عبد الأعلى قراءة، أنبأ ابن وهب، أخبرني عبد الله بن لهيعة عن أبي الأسود قال: اختصم رجلان إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقضى بينهما، فقال الذي قضى عليه: ردنا إلى عمر بن الخطاب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نعم، انطلقا إلى عمر، فلما أتيا عمر قال الرجل: يا ابن الخطاب قضى لي رسول الله صلى الله عليه وسلم على هذا، فقال: ردنا إلى عمر حتى أخرج إليكما فأقضي بينكما، فخرج إليهما، مشتملا على سيفه فضرب الذي قال: ردنا إلى عمر فقتله، وأدبر الآخر فارا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله، قتل عمر والله صاحبي ولو ما أني أعجزته لقتلني، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما كنت أظن أن يجترئ عمر على قتل مؤمنين، فأنزل الله تعالى فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في أنفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما فهدر دم ذلك الرجل وبرئ عمر من قتله، فكره الله أن يسن ذلك بعد، فقال: «ولو أنا كتبنا عليهم أن اقتلوا أنفسكم أو اخرجوا من دياركم ما فعلوه إلا قليل منهم» إلى قوله: وأشد تثبيتا

یونس بن عبد الاعلیٰ عبدللہ بن وهب سے روایت کرتے ہیں کہ ابن الهیعہ نے انہیں ابو الاسود سے نقل کرتے ہوئے خبر دی: دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس جھگڑا لے گئے آپ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا جس کے خلاف فیصلہ ہوا اس نے کہا ہم کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے؟ دونوں عمرؓ کے پاس چلے جب عمرؓ کے پاس آئے تو ایک آدمی نے کہا اے ابن خطاب میرے لئے رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرما دیا ہے اس معاملہ میں اس نے کہا ہم عمرؓ کے پاس جائیں گے تو ہم آپ کے پاس آگئے عمرؓ نے پوچھا (اس آدمی سے) کہا ایسے ہی ہے؟ اس نے کہا ہاں عمرؓ نے فرمایا اپنی جگہ پر رہو یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں تمہارے درمیان فیصلہ کروں حضرت عمر اپنی تلوار لے کر آئے اس پر تلوار سے وار کیا جس نے کہا تھا کہ ہم عمر کے پاس جائیں گے اور اس کو قتل کردیا اور دوسرا پیٹھ پھیر کر بھاگا اور

رسول اللہ ﷺ سے آکر کہا یا رسول اللہ اللہ کی قسم عمر ؓ نے میرے ساتھی کو قتل کردیا اگر میں بھی وہاں رکا رہتا تو وہ مجھے بھی قتل کردیتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا گمان یہ نہیں تھا۔ کہ عمر ؓ ایمان والوں کو قتل کی جرات کریں گے تو اس پر یہ آیت اتری لفظ آیت " فلا وربک لا یؤمنون" تو اس آدمی کا خون باطل ہوگیا اور عمر ؓ اس کے قتل سے بری ہوگئے اللہ تعالیٰ نے بعد میں اس طریقہ کو ناپسند کیا تو بعد والی آیات نازل فرمائیں اور فرمایا لفظ آیت " ولو انا کتبنا علیہم ان اقتلوا انفسکم" سے لے کر "واشد تثبیتا" تک

وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا (66)
جواب

یہ روایت منکر ہے

تعزیری احکام صرف حاکم کا حق ہے اور دور نبوی میں قتل کا حکم صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کر سکتے ہیں – کوئی اور نہیں

محمد الأمين بن عبد الله الأرمي العلوي الهرري الشافعي کتاب تفسير حدائق الروح والريحان في روابي علوم القرآن میں کہتے ہیں
وهذا مرسل غريب في إسناده ابن لهيعة.
یہ روایت مرسل ہے عجیب و منفرد ہے اس کی سند میں ابن لهيعة ہے

ابن کثیر تفسیر میں اس قصے کو نقل کر کے کہتے ہیں
وَهُوَ أثر غريب مُرْسَلٌ، وَابْنُ لَهِيعَةَ ضَعِيفٌ
یہ اثر عجیب ہے مرسل ہے اور ابْنُ لَهِيعَةَ ضعیف ہے

محاسن التأويل میں المؤلف: محمد جمال الدين بن محمد سعيد بن قاسم الحلاق القاسمي (المتوفى: 1332هـ) کہتے ہیں
وهو أثر غريب مرسل. وابن لهيعة ضعيف

اس راوی پر محدثین کا اختلاف رہا ہے – بعض نے مطلقا ضعیف کہا ہے بعض نے کہا کہ اگر ابن المبارك وابن وهب والمقري اس سے روایت کریں تو لکھ لو
اس طرح اس قصے کو قبول کرنے والے کہتے ہیں ابن وہب نے روایت کیا ہے لہذا قبول کیا جائے گا
لیکن یہ قول اس وقت لیا جاتا ہے جب اختلاط کا خطرہ ہو کیونکہ عبد اللہ بن لهيعة آخری عمر میں مختلط تھا اور اس نے اپنی کتابیں بھی جلا دیں تھیں

موصوف مدلس بھی ہیں اور یہ جرح اس سند پر بھی ہے اس کو کوئی رد نہیں کر سکتا
ابن سعد نے طبقات میں بحث کو سمیٹا ہے کہ
إنه كان ضعيفاً
یہ ضعیف ہی ہے

ابن ابی حاتم جن کی تفسیر میں یہ قصہ ہے ان کے باپ کا کہنا تھا
وأبو حاتم: أمره مضطرب،
عبد الله بن لهيعة کا کام مضطرب ہے

روایت میں شیعیت ہے

اس کو رافضی الکلبی نے بھی روایت کیا ہے
قال الكلبي عن أبي صالح عن ابن عباس: نزلت في رجل من المنافقين يقال له بشر كان بينه وبين يهودي خصومة، فقال اليهودي: انطلق بنا إلى محمد، وقال المنافق: بل نأتي كعب بن الأشرف -وهو الذي سماه الله تعالى الطاغوت- فأبى اليهودي إلا أن يخاصمه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما رأى المنافق ذلك "أتى معه" النبي صلى الله عليه وسلم واختصما إليه فقضى رسول الله صلى الله عليه وسلم لليهودي فلما خرجا من عنده لزمه المنافق وقال: ننطلق إلى عمر بن الخطاب فأقبلا إلى عمر، فقال اليهودي: اختصمت أنا وهذا إلى محمد فقضى لي عليه فلم يرض بقضائه وزعم أنه مخاصم إليك وتعلق بي فجئت معه، فقال عمر للمنافق: أكذلك؟ فقال: نعم فقال لهما: رويدكما حتى أخرج إليكما فدخل عمر البيت وأخذ السيف فاشتمل عليه ثم خرج إليهما فضرب به المنافق حتى برد وقال: هكذا أقضي بين من لم يرض بقضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم وهرب اليهودي، ونزلت هذه الآية وقال جبريل عليه السلام: إن عمر فرق بين الحق والباطل فسمي الفاروق.
الکلبی ابو صالح سے اور ابو صالح ابن عبّاسؓ سے روایت کرتے ہیں: یہ آیت بشر نامی ایک منافق کے بارے میں نازل ہوئی۔ بشر اور ایک یہودی کے مابین جھگڑا ہوا۔ یہودی نے کہا چلو آؤ محمد کے پاس فیصلہ کے لئے چلیں۔ منافق نے کہا نہیں بلکہ ہم کعب بن اشرف یہودی – جسے اللہ تعالی نے طاغوت کا نام دیا – کے پاس چلیں۔ یہودی نے فیصلہ کروانے سے ہی انکار کیا مگر یہ کہ جھگڑے کا فیصلہ رسول اللہ سے کروایا جائے۔ جب منافق نے یہ دیکھا تو وہ اس کے ساتھ نبی ﷺ کے کی طرف چل دیا اور دونوں نے اپنا اپنا مؤقف پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ وہ دونوں جب آپ کے پاس سے نکلے تو منافق نے عمر بن خطابؓ کے پاس چلنے پر اصرار کیا اور وہ دونوں عمرؓ کے پاس پہنچے۔
یہودی نے کہا، میں اور یہ شخص اپنا جھگڑا محمد کے پاس لے کر گئے اور محمد نے میرے حق میں اور اس کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ چنانچہ یہ ان کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور آپ کے پاس آنے کا کہا تو میں آپ اس کے ساتھ آپ کی طرف آیا۔ عمرؓ نے منافق سے پوچھا، 'کیا یہی معاملہ ہے؟' اس نے کہا، 'جی ہاں۔' عمرؓ نے ان دونوں سے کہا تم دونوں میری واپسی کا انتظار کرو۔ عمرؓ اپنے گھر گئے، اپنی تلوار اٹھائی اور واپس ان دونوں کے پاس لوٹے اور منافق پر وار کیا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اس پر آپ نے فرمایا: "جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو نہیں مانتا اس کے لئے میرا یہی فیصلہ ہے۔" یہ دیکھ کر یہودی بھاگ گیا۔ اس پر یہ

آیت (النساء ٦٥) نازل ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے کہا: بے شک عمرؓ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا اور انہوں نے آپ کا نام "الفاروق" رکھا

اور ابن الهیعہ نے اغلبا تدلیس کی ہے کیونکہ ابی الاسود سے لے کر عمر رضی الله عنہ یا کسی صحابی تک سند نہیں ہے

الكَلْبِيُّ مُحَمَّدُ بنُ السَّائِبِ بنِ بِشْرٍ المتوفي ١٤٦ اور ابن الہیعہ المتوفی ١٧٤ کے ہیں دونوں پر شیعت کا اثر تھا - روایت کو عمر رضی الله عنہ کی تنقیص میں بیان کیا گیا کہ وہ حکم نبوی انے سے قبل ہی اپنی چلاتے تھے

ابن خطل کا قتل

حدیث میں ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول الله صلی الله علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو ابن خطل کعبہ کے پردے میں چھپ گیا آپ نے حکم دیا اس کو وہیں قتل کر دیا جائے

ابو داود کہتے ہیں أَبُو بَرْزَةَ رضی الله عنہ نے اس کا قتل کیا اور امام مالک کا قول ہے کہ اس روز رسول الله احرام میں نہ تھے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے کالا عمامہ باندھا ہوا تھا یعنی سر بھی ڈھکا ہوا تھا

کیونکہ احرام کی حالت میں قتل حرام ہے اس لئے فقہاء میں اس پر بحث ہوتی ہے کہ کیا حرم میں بغیر احرام داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟ یہ عمل الله کی خاص اجازت سے ہوا

اب بحث یہ ہے کہ ابن خطل کا قتل کیوں ہوا ؟ کتاب الشريعة از الآجُرِّيُّ کے مطابق علی رضی الله عنہ کا قول ہے

كَانَ ابْنُ خَطَلٍ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن خطل رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے لئے لکھتا تھا

یعنی ابن خطل ایک کاتب تھا جو مرتد ہو گیا تھا اور چونکہ مرتد کا قتل ہوتا ہے اس لئے اس کا قتل ہوا یہ گناہ تمام دیگر گناہوں پر سبقت لے گیا ورنہ مکہ میں تو سب رسول الله صلی الله علیہ وسلم کے مخالف تھے

کتاب شرح السنة از البغوي کے مطابق

أَنَّ ابْنَ خَطْلٍ كَانَ بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهٍ مَعَ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، وَأَمَّرَ الأَنْصَارِيَّ عَلَيْهِ، فَلَمَّا كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، وَثَبَ عَلَى الأَنْصَارِيِّ، فَقَتَلَهُ، وَذَهَبَ بِمَالِهِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهِ لِخِيَانَتِهِ.

ابن خطل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام سے ایک انصاری صحابی کے ساتھ بھیجا اور انصاری کو امیر کیا پس جب وہ رستہ میں تھے ابن خطل نے انصاری پر قابو پایا اور ان کو قتل کر کے مال لے بھاگا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا قتل خیانت کرنے پر کیا

اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام رکھے ہوئے تھے بعض ان کو

ابن ابی کبشہ کہتے (سیرت ابن اسحاق) یعنی ابی کبشہ کا بیٹا جو ایک ستارہ پرست تھا اور الشعری کا پجاری تھا یعنی عربوں کے نزدیک لا دین تھا

بعض اہل مکہ ان کو مذمم کہتے (مسند احمد، صحیح بخاری) یعنی وہ جو قابل مذمت ہو

صحیح بخاری کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

أَلاَ تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللَّهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ، يَشْتِمُونَ مُذَمَّمًا، وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ

کیا تم کو حیرت نہیں ہوتی کہ کس طرح اللہ نے قریش کی گالیوں کو ہٹایا اور ان کی لعنت کو؟ کہ وہ ایک مذمم کو گالی دیتے ہیں اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں اور میں محمد ہوں

یعنی اللہ میری تعریف کر رہا ہے اور قریش اللہ سے دعائیں کر رہے ہیں کہ مجھ پر لعنت ہو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ان تمام گالی دینے والوں کو معاف کر دیا

معالم السنن میں خطابی کہتے ہیں

وحکي، عَن أبي حنيفة أنه قاله لا يقتل الذمي بشتم النبي صلى الله عليه وسلم ما هم عليه من الشرك أعظم.

اور امام ابو حنیفہ سے حکایت کیا گیا ہے کہ ذمی کو گالی دینے پر قتل نہیں کیا جائے گا ان پر پہلے سے شرک (کا گناہ) ہے جو بڑا ہے

یعنی جب شرک جسے گناہ پر ان کو قتل نہیں کیا جاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے پر کیسے کیا جا سکتا ہے؟

امام ابو حنیفہ کی رائے کی تائید صحیح البخاری کی حدیث سے ہوتی ہے

ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَتَمَنِي، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ [ص:20] إِيَّايَ فَزَعَمَ أَنِّي لاَ أَقْدِرُ أَنْ أُعِيدَهُ كَمَا كَانَ، وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ، فَقَوْلُهُ لِي وَلَدٌ، فَسُبْحَانِي أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا»

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی کہتا ہے

ابن آدم نے میری تکذیب کی اور اس کے لئے یہ مقام نہیں

اور مجھ کو گالی دی .... یہ کہہ کر کہ میرا بیٹا ہے جبکہ میں پاک ہوں کہ کسی کو بیٹے کے طور پر لوں

آجکل بعض جہلا کہتے پھرتے ہیں کہ شاتم رسول ذمی کی سزا پر بحث نہ کی جائے کیونکہ یہ دین دار اور دنیا پرست لوگوں کا جھگڑا ہے لیکن ان جہلا نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ تک کو دنیا دار طبقہ میں ملا دیا ہے

ناطقہ سربہ گریباں خامہ انگشت

گانے والیوں کو سزا

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں ایک قصہ نقل کیا ہے

فمن ذلك ما ذكره سيف بن عمر التميمي في كتاب "الردة والفتوح" عن شيوخه قال: "ورفع إلى المهاجر يعني المهاجر بن أبي أمية وكان أميرا على اليمامة ونواحيها امرأتان مغنيتان غنت إحداهما بشتم النبي صلى الله عليه وسلم فقطع يدها ونزع ثنيتيها وغنت الأخرى بهجاء المسلمين فقطع يدها ونزع ثنيتيها فكتب إليه أبو بكر:

بلغني الذي سرت به في المرأة التي تغنت وزمرت بشتم النبي صلى الله عليه وسلم فلولا ما قد سبقتني لأمرتك بقتلها لأن حد الأنبياء ليس يشبه الحدود فمن تعاطى ذلك من مسلم فهو مرتد أو معاهد فهو محارب غادر".

سیف بن عمر التمیمی نے اپنی کتاب "الردة والفتوح" میں اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ المهاجر بن أبي أمية جو یمامہ پر امیر تھے وہاں دو عورتیں ان پر پیش مقدمے میں ہوئیں جو گاتییں اور ہجو رسول کرتی تھیں - المهاجر بن أبي أمية نے اس کے ہاتھ کاٹ دیئے اور اس کے اگلے دانت نکال دیئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم نے اسے یہ سزانہ دی ہوتی تو تمہیں حکم دیتاکہ اس عورت کو قتل کردو۔کیونکہ انبیاء کرام کی گستاخی کی حددوسرے لوگوں کی(گستاخی کی) حدود کے مشابہ نہیں ہوتی ۔

سیف بن عمر التميمي سے تعزیری احکام نہیں لئے جا سکتے یہ حدیث میں متروک ہے البتہ تاریخ میں قبول کیا جاتا ہے - دوم اس کی کتب معدوم ہیں اور سیف کے شیوخ بھی پارسا نہیں کہ اس قسم کی سخت سزا اس کی سند سے لی جائے

راہب کا قتل

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں ایک قصہ نقل کیا ہے

ومن ذلك ما استدل به الإمام أحمد ورواه عنه هشيم: ثنا حصين عمن حدثه عن ابن عمر قال: مر به راهب فقيل له: هذا يسب النبي صلى الله عليه وسلم فقال ابن عمر: "لو سمعته لقتلته إنا لم نعطهم الذمة على أن يسبوا نبينا صلى الله عليه وسلم".
ورواه أيضا من حديث الثوري عن حصين عن الشيخ أن ابن عمر أصلت على راهب سب النبي صلى الله عليه وسلم بالسيف وقال: "إنا لم نصالحهم على سب النبي صلى الله عليه وسلم".

اور اسی سے استدلال امام احمد نے کیا ہے جو انہوں نے هشيم: ثنا حصين عمن حدثه عن ابن عمر کی سند سے روایت کیا کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک راہب (عیسائی) گزرا جس کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ یہ حضوراکرمﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتاہے - عبداللہ ابن عمررضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں اس سے گستاخانہ کلمات سن لیتاتو اس کی گردن اڑادیتا۔ ہم گستاخ رسول کی تعظیم نہیں کرتے - اور ایسا ہی روایت کیا گیا ہے حديث الثوري عن حصين عن الشيخ أن ابن عمر

راقم کہتا ہے دونوں سندیں مخدوش ہیں مجہول لوگوں کی خبریں ہیں عمن حدثه کون ہیں ؟

علی کا حکم قتل کر دو

اہل سنت کہتے ہیں علی کا حکم تھا کہ شاتم رسول کو قتل کر دو - اس پر روایت پیش کرتے ہیں

مصنف عبد الرزاق میں ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، 9708 - عَنِ ابْنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: فِيمَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يُضْرَبُ عُنُقُهُ»

عبدالرزاق ، ابْنِ التَّيْمِيِّ سے روایت کرتے ہیں وہ باپ سے کہ علی رضی االله عنہ نے فرمایا جو شخص رسول الله کی طرف جھوٹ منسوب کرے اسے قتل کردیاجائے گا۔
(مصنف عبدالرزاق حدیث ۹۷۰۸ نمبر)

محدثین نے اس حکم پر عمل نہیں کیا اور متروک اور وضاع یعنی حدیث گھڑنے والوں کی روایات جمع کی ہیں ان میں کسی کو بھی قتل نہیں کیا گیا
سوال یہ ہے کہ جھوٹی احادیث بنانے والا تو معتوب ہے تو سنانے والا کیوں نہیں جیسا کہ آجکل عام ہو چکا ہے

نصرانی کا قتل

مصنف عبد الرزاق میں ہے
عَبْدُ الرَّزَّاقِ، وَأَخْبَرَنِي أَبِي: أَنَّ أَيُّوبَ بْنَ يَحْيَى خَرَجَ إِلَى عَدَنٍ فَرُفِعَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِنَ النَّصَارَى سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَشَارَ فِيهِ فَأَشَارَ عَلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ الصَّنْعَانِيُّ أَنْ يَقْتُلَهُ "، فَقَتَلَهُ، وَرَوَى لَهُ فِي ذَلِكَ حَدِيثًا قَالَ: وَكَانَ قَدْ لَقِيَ عُمَرَ وَسَمِعَ مِنْهُ عِلْمًا كَثِيرًا قَالَ: فَكَتَبَ فِي ذَلِكَ أَيُّوبُ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ، أَوْ إِلَى الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، فَكَتَبَ يُحَسِّنُ ذَلِكَ

عبد الرزاق نے کہا ان کو ان کے باپ نے خبر دی کہ َيُّوبَ بْنَ يَحْيَى عدن کے لئے نکلے تو ان پر پیش ہوا کہ آدمی نصرانی جو نبی صلی الله علیہ وسلم کو گالی دیتا تھا پس انہوں نے اس پر اشارہ طلب کیا اور عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ الصَّنْعَانِيُّ نے کہا اس کو قتل کر دو پس وہ قتل کیا گیا اور اس حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہا ان کو عمر سے ملاقات ہے اور ان سے کثیر علم لیا کہا پس َ أَيُّوبَ بْنَ يَحْيَى نے عبد الملک بن مروان کو خط لکھا یا الولید کی طرف اور اس نے کہا اچھا کیا

راقم کہتا ہے أَيُّوبَ بْنَ يَحْيَى مجهول ہے

علی نے گستاخ رسولؐ کی زبان کاٹ دی

اہل تشیع کی کتب میں ایک دلچسپ واقعہ بیان ہوا ہے

رسول اللہ کے مدنی دور میں کسی گستاخ شاعر نے نبی کریم صل اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان کے خلاف گستاخانہ اشعار لکھے۔ اصحاب نے اس گستاخ شاعر کو پکڑ کر بوری میں بند کر کے رسول اللہ کے سامنے رسول اللہ نے حکم دیا: اس کی زبان کاٹ دو۔ بعض صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ میں -پھینک دیا اس کی زبان کاٹنے کی سعادت حاصل کروں؟ رسول اللہ نے فرمایا: نہیں، تم نہیں اور علی کو حکم دیا اس کی زبان کاٹ دو - علی بوری اٹھا کر شہر سے باہر نکلے اور قنبر کو حکم دیا: جا کر میرا اونٹ لے آئیں اونٹ آیا علی نے اونٹ کے پیروں سے رسی کھول دی اور شاعر کو بھی کھولا اور 2000 درہم اس کے ہاتھ میں دیے اور اس کو اونٹ پہ بیٹھایا، پھر فرمایا: تم بھاگ جاؤ ان کو میں دیکھ لونگا- اب جو لوگ تماشا دیکھنے آئے تھے حیران رہ گئے کہ یا اللہ، علی نے تو رسول اللہ کی نافرمانی کی - رسول اللہ کے پاس شکایت لے کر پہنچ گئے: یا رسول اللہ آپ نے کہا تھا زبان کاٹ دو، اور علی نے اس گستاخ شاعر کو 2000 درہم دیے اور آزاد کر دیا رسول اللہ مسکرائے اور فرمایا علی میری بات سمجھ گئے - افسوس ہے کہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئی - وہ لوگ پریشان ہوکر یہ کہتے چل دیے کہ: یہی تو کہا تھا کہ زبان کاٹ دو ،علی نے تو کاٹی ہی نہیں - اگلے دن صبح، فجر کی نماز کو جب گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ شاعر وضو کررہا ہے- پھر وہ مسجد میں جا کر جیب سے ایک پرچہ نکال کر کہتا ہے: یا رسول اللہ آپ کی شان میں نعت لکھ کر لایا ہوں اور یوں ہوا کہ علی نے گستاخ رسول کی گستاخ زبان کو کاٹ کر اسے مدحتِ رسالت والی زبان میں تبدیل کردیا۔

مختصرا یہ واقعہ کتاب دعائم الإسلام - القاضي النعمان المغربي - ج 2 - ص 323 میں بیان ہوا ہے
وعنه (ع) أنه قال : جاء شاعر إلى النبي (صلع) فسأله
وأطرأه (1) ، فقال بعض أصحابه : قم معه فاقطع لسانه . فخرج ثم رجع
فقال : يا رسول الله ، أقطع لسانه ؟ قال : إنما أمرتك أن تقطع لسانه
. بالعطاء

کتاب شرح أصول الكافي از مولي محمد صالح المازندراني میں پر لکھا ہے

ويختلف الناس في فهم القرآن ومثاله ما روي أن شاعرا مدح النبي (صلى الله عليه وآله) فقال لبعض أصحابه: إقطع لسانه. والظاهر منه قطع اللسان بالسكين لكن القرينة العقلية تدل على عدم كونه مرادا ولم يفهمه الصحابي حتى دله غيره بأن المراد الإحسان إلى الشاعر فان الإحسان يقطع اللسان إذ لا يأمر النبي (صلى الله عليه وآله) بقطع اللسان

اور لوگوں کا فہم قرآن پر اختلاف ہوا اور اس کی مثال ہے جو روایت کیا جاتا ہے کہ ایک شاعر نے (گستاخانہ) مدح النبی صلی اللہ علیہ و الہ کی پس بعض اصحاب نے کہا اس کی زبان کاٹ دو اور ظاہر مفہوم ہے کہ چھری سے زبان کاٹ دو لیکن عقلی قرینہ دلالت کرتا ہے کہ یہاں اس سے یہ مراد نہیں ہے اور صحابی اس کو سمجھ نہ سکے یہاں تک کہ دوسروں نے دلیل دی کہ اس سے مراد شاعر پر احسان ہے کیونکہ احسان زبان کاٹ دیتا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ و الہ نے قطع زبان کا حکم نہیں کیا تھا

الغرض شاتم رسول اگر غیر مسلم ہے تو اس کے قتل پر کوئی صحیح حدیث نہیں اور جن لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے مثلا کعب بن اشرف وغیرہ ان کا قتل اس تناظر میں نہیں ہوا بلکہ مدینہ کی سلامتی لے لئے کیا گیا تھا

کعب بن زھیر کا قصہ

کہا جاتا ہے فتح مکہ کے موقع پر کریم آقا آپ محمدﷺ نے ارشاد فرمایا سب کیلیے معافی ھے ابو سفیان کے گھر پناہ لیں ہتھیار ڈالیں سب کی معافی ھے لیکن ابن ختل اور کعب بن زبیر کیلیے کوئ معافی نہیں انہیں جہاں دیکھو قتل کر دو
ان دونوں کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے در مصطفے کی گستاخی کی تھیں توہین آمیز اشعار بولے تھے
آپ علیہ الصلوت و اسلام نے انکے قتل کے احکامات جاری کر کے همیں بتلا دیا سبکی معافی هو سکتی هے لیکن گستاخ رسول کی معافی نہیں هو سکتی
کعب بن زبیر کسی طرح چھپے چھپاتے نکل گۓ
انکے چچا زاد نے انهیں خط لکھا کب تک چھپو گے محمدﷺ کے غلام ساری دنیا میں پھیل چکے هیں تم بچ نہیں سکتے ایک طریقہ هے کسی طرح محمد عربیﷺ کے غلاموں کی نظر سے بچ کر ان تک پہنچ کر معافی مانگو مجھے یقین هے وہ معاف فرما دیں گے انکی رحیمی و کریمی کی کوئ حد نہیں وہ رحمت اللعلمین هیں
کعب نے حلیہ بدلا بڑی سی چادر منہ پر لیے چھپتے چھپتے در مصطفے پر پہنچے اب چہرہ بالکل چھپا هوا تھا اور کعب کو اندازہ نہیں تھا کہ جس ہستی کے سامنے کھڑا هے انکی نگاہ کی وسعت آسمان کی بلندیوں سے گزر کر لوح محفوظ کا نظارہ کرتی هیں انکی بصارت ایسی هے کہ یہاں بیٹھے بیٹھے جنت کے اندر اپنے پیارے غلام بلال رضی اللہ کے قدموں کی ٹھک ٹھک کی آواز سنتےهیں بھلا کعب کو وہ کیوں نہیں پہچانیں گے
کعب بولے یا رسول اللہ اگر میں کہیں سے کعب کو ڈھونڈ لاؤں توکیا آپ معاف فرما دیں گے کعب نے سوچا کہ اگر معافی نہ هوئ تو چھپ کر واپس نکل جاؤں گا اگر معافی مل گئی تو قدموں سے لپٹ جاؤں گا پیارے مصطفے محمد عربی ﷺ آپ مسکراۓ اور فرمایا کعب اب آ ہی گۓ هو تو جاؤ معاف کیا چہرہ اب

چھپانے کی ضرورت نہیں کعب کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں یہاں سے کعب کعب رضی اللہ عنہ بن گۓ عرض کی حضور میں کچھ کہنا چاھتا ہوں
عرض کی اجازت ھے آپ علیہ الصلوت و اسلام نے اجازت دی اور سب صحابہ کو جمع کیا اور کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو ممبر پر بٹھایا کعب رضی اللہ عنہ ایک شاعر تھے اسے پہلے توہین آمیز شاعری کی لیکن آج ایسا قصیدہ شریف نعت شریف بولے کہ ھر خاص و عام کی زبان پر یہ قصیدہ شریف جاری ہوا ترجمہ یہ ھے
میں معافی مانگنے آیا تھا مجھے پتہ ھی نہ تھا یہاں عزر اتنی جلدی قبول ھو جاتے ھیں
یقیناً بالیقین بلاشبہ بے شک اللہ کے نبی نور ھیں
یہ الفاظ کعب رضی اللہ عنہ کے ھیں جو ابھی ایمان لائۓ جیسے ھی ایمان کی حالت میں کملی والے آقا کی زیارت کی سینہ روشن ھو گیا آنکھوں کا اندھیرا ختم ھوا اور نور محمدﷺ کی رسالت کا اقرار کیا کعب ایک صحابی جو ابھی ایمان لاتے ھیں اور ساتھ ھی فرماتے ھیں اللہ کے نبی نور ھیں کسی مسجد میں نہیں پڑھے چلے نہیں کاٹے پھر بھی مقام رسالت کو پہچان گۓ
لیکن افسوس کچھ بے عقل نادانوں پر پڑھ لکھ کر بھی چلے کاٹ کر بھی محمد عربی ﷺ تو بہت بلند ھیں انکے غلاموں کی حقیقت و عظمت کو نہ پہچان سکے اور مماثلت تلاش کرتے رھے نادانوں کو یہ نہیں سمجھ آ سکی کے بے مثل کی کوئ مثال ھو نہیں سکتی

راقم کہتا ہے یہ كَعْبِ بْنِ زُهَيْرِ بْنِ أَبِي سُلْمَى والا واقعہ سندا صحیح نہیں ہے

اس کی سند مستدرک حاکم اور طبرانی کبیر میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو شُعَيْبٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَسَنِ الْحَرَّانِيُّ، ثنا أَبُو جَعْفَرٍ النُّفَيْلِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ مُنْصَرَفِهِ مِنَ الطَّائِفِ كَتَبَ بُجَيْرُ بْنُ زُهَيْرِ بْنِ أَبِي سُلْمَى إِلَى أَخِيهِ كَعْبِ بْنِ زُهَيْرِ بْنِ أَبِي سُلْمَى يُخْبِرُهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ رَجُلًا بِمَكَّةَ مِمَّنْ كَانَ يَهْجُوهُ وَيُؤْذِيهِ

یہاں ابن اسحاق صاحب المغازی جو امام مالک کا ہم عصر ہے اس نے اس قصہ کو بیان کیا ہے اور کسی صحابی تک سند نہیں پہنچی ہے

مستدرک حاکم میں ہے

أَخْبَرَنِي أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأَسَدِيُّ، بِهَمْدَانَ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، حَدَّثَنِي الْحَجَّاجُ بْنُ ذِي الرُّقَيْبَةِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ زُهَيْرِ بْنِ أَبِي سُلْمَى الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ،

اس سند میں الْحَجَّاجُ بْنُ ذِي الرُّقَيْبَةِ مجهول ہے

دوسری سند ہے

وَحَدَّثَنَا الْقَاضِي، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحُسَيْنِ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: أَنْشَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَعْبُ بْنُ زُهَيْرٍ بَانَتْ سُعَادُ فِي مَسْجِدِهِ بِالْمَدِينَةِ فَلَمَّا بَلَغَ قَوْلَهُ:

[البحر البسيط]

إِنَّ الرَّسُولَ لَسَيْفٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ ... وَصَارِمٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ مَسْلُولُ

فِي فِتْيَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ قَائِلُهُمْ ... بِبَطْنِ مَكَّةَ لَمَّا أَسْلَمُوا زُولُوا «

اس میں موسى بن عقبہ تابعي صغیر ایک مورخ صاحب المغازی ہے جو ابن اسحاق کا ہم عصر ہے اس نے بھی سند کسی صحابی تک نہیں پہنچائی

متن میں ہے كَعْبِ بْنِ زُهَيْرِ بْنِ أَبِي سُلْمَى رضی الله عنہ نے هجو کی لیکن رسول الله نے ان کو معاف کر دیا اور یہ ایمان لائے

اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلم گستاخ رسول کو سزا نہیں دی جائے گی - اس کو قید کیا جائے یہاں تک کہ وہ تائب ہو جائے

ایک پادری کا قتل

کتاب المستطرف في كل فن مستطرف از شهاب الدين محمد بن أحمد بن منصور الأبشيهي أبو الفتح (المتوفى: 852هـ) میں ہے

فحكي أن غلمانا من أهل البحرين خرجوا يلعبون بالصوالجة وأسقف البحرين قاعد، فوقعت الأكرة على صدره، فأخذها، فجعلوا يطلبونها منه فأبى، فقال غلام منهم: سألتك بحق محمد صلى الله عليه وسلم إلا رددتها علينا، فأبى لعنه الله وسب رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأقبلوا عليه بصوالجهم، فما زالوا يخبطوا حتى مات لعنة الله عليه، فرفع ذلك إلى عمر رضي الله تعالى عنه فو الله ما فرح بفتح ولا غنيمة كفرحته بقتل الغلمان لذلك الأسقف، وقال: الآن عز الإسلام إن أطفالا صغارا شتم نبيهم فغضبوا

له وانتصروا وأهدر دم الأسقف، والله سبحانه وتعالى أعلم، وصلى الله على سيدنا محمد، وعلى آله وصحبه وسلم.

بحرین میں چند بچے ڈنڈوں سے کھیل رہے تھے، عیسائیوں کا بڑا پادری بیٹھا تھا۔ دوران کھیل گیند اس کے سینے پر جالگی۔ اس نے گیند دینے سے انکار کردیا۔ ایک بچے نے کہا ’’سالتک بحق محمد الا رددتها علینا‘‘ تمہیں نبی کا واسطہ گیند ہمیں واپس کردو۔ اس ملعون نے گیند واپس دینے کی بجائے رسول اللہ کی شان اقدس میں گستاخی کردی۔ غیرت اسلامی سے سرشار ننھے منے محمدی شیروں نے اس ملعون پادری کو ا مار مار کر واصل جہنم کردیا۔

یہ مقدمہ خلیفہ وقت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش کیا گیا (تو اس وقت آپ کی کیفیت دیدنی تھی) راوی کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے قبل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بڑی بڑی فتوحات حاصل ہوئیں اور بیش قیمت مال غنیمت بھی ملا لیکن آپ ان سب چیزوں سے اتنا خوش نہ ہوئے جتنا ان بچوں کے ہاتھوں گستاخ رسول عیسائی پادری کے قتل پر خوش تھے۔

اس موقع پر عمر نے ارشاد فرمایا ’’الآن عزالاسلام‘‘ یعنی (گستاخ رسول کے ناپاک وجود سے زمین کو پاک کرنے کی برکت سے) آج اسلام غالب (معزز) ہوگیا۔

پھر عیسائیوں کو مخاطب ہوکر فرمایا جب ان بچوں کے نبی کے متعلق گندی زبان استعمال کی گئی تو کیا پھر بھی وہ غصے میں نہ آتے؟ اور وفاداری کا ثبوت نہ دیتے؟ (اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے اس گستاخ پادری کے قتل کو درست قرار دیتے ہوئے بچوں کے حق میں فیصلہ صادر کیا اور فرمایا... سنو! اس (گستاخ) عیسائی پادری کے خون کی کوئی قیمت نہیں.

اس قصے کی کوئی سند نہیں محض ایک گھڑنٹ ہے

شتم رسول کی سزا پر سوالات

اشکال

ذمی جب گالی دیتا ہے تو عہد توڑتا ہے

وَإِن نَكَثوا أَيمـٰنَهُم مِن بَعدِ عَهدِهِم وَطَعَنوا فى دينِكُم فَقـٰتِلوا أَئِمَّةَ الكُفرِ إِنَّهُم لا أَيمـٰنَ لَهُم لَعَلَّهُم يَنتَهونَ
سورة التوبة آيت 12
اور اگر وہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو کفر کے سرداروں سے قتال کرو۔
:اس آیت کی تفسیر میں امام ابواسحٰق ابراہیم بن سری زجاج (المتوفی 311ھ) رقم طراز ہیں
وهذه الأية توجب قتل الذي اذا أظهر الطعن في الإسلام لأن العهد معقود عليه بأن لايطعن فإذا طعن فقد نكث
یہ آیت ِ کریمہ ذمی (یہودی، عیسائی)کے قتل کو واجب کرتی ہے، جب وہ اسلام میں طعن ‘ کا اظہار کرے۔ اس لئے کہ اس کے ساتھ اس بات پر عہد تھا کہ وہ طعن و تشنیع سے کام ”نہیں لے گا، جب اس نے طعن کیا تو اس کا عہد ٹوٹ گیا۔
، دارالحدیث، القاهرة351/ معاني القرآن و إعرابه 2:

جواب

زجاج کی بات بے سر و پا ہے
سورہ توبہ کی آیات ہیں

(1) بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّـٰهِ وَرَسُوْلِـهٓ ٖ اِلَى الَّـذِيْنَ عَاهَدْتُّـمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ
اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں سے بیزاری ہے جن سے تم نے عہد کیا تھا۔
فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوٓا اَنَّكُمْ غَيْـرُ مُعْجِزِى اللّـٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّـٰهَ مُخْزِى الْكَافِـرِيْنَ (2)
سو اس ملک میں چار مہینے پھر لو اور جان لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکو گے، اور بے شک اللہ کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے۔

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّـٰهِ وَرَسُوْلِـهٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَـرِ اَنَّ اللّـٰهَ بَرِىٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُـهٝ
ۚ فَاِنْ تُبْتُـمْ فَهُوَ خَيْـرٌ لَّكُمْ ۖ وَاِنْ تَوَلَّيْتُـمْ فَاعْلَمُوٓا اَنَّكُمْ غَيْـرُ مُعْجِزِى اللّـٰهِ ۗ وَبَشِّرِ الَّـذِيْنَ
(3) كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ

اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے بڑے حج کے دن لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں، پس اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے، اور اگر نہ مانو تو جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز کرنے والے نہیں، اور کافروں کو درد ناک عذاب کی خوشخبری سنادو۔

اِلَّا الَّـذِيْنَ عَاهَدْتُّـمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُـمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوٓا اِلَيْـهِـمْ
(4) عَهْدَهُـمْ اِلٰى مُدَّتِـهِـمْ ۚ اِنَّ اللّـٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ

مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی قصور نہیں کیا اور تمہارے مقابلے میں کسی کی مدد نہیں کی سو ان سے ان کا عہد ان کی مدت تک پورا کر دو، بے شک اللہ پرہیز گاروں کو پسند کرتا ہے۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُـمْ وَخُذُوْهُـمْ وَاحْصُرُوْهُـمْ وَاقْعُدُوْا
لَـهُـمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَاٰتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَـهُـمْ ۚ اِنَّ اللّـٰهَ غَفُوْرٌ
(5) رَّحِيْـمٌ

پھر جب عزت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو اور پکڑو اور انہیں گھیر لو اور ان کی تاک میں ہر جگہ بیٹھو، پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّـٰى يَسْـمَعَ كَلَامَ اللّـٰهِ ثُـمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٝ ۚ ذٰلِكَ
(6) بِاَنَّـهُـمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ

اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دو یہاں تک کہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو، یہ اس لیے ہے کہ وہ لوگ بے سمجھ ہیں۔

كَيْفَ يَكُـوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّـٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِـهٓ اِلَّا الَّـذِيْنَ عَاهَدْتُّـمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ
(7) فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَـهُـمْ ۚ اِنَّ اللّـٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ

بھلا مشرکوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کے ہاں عہد کیونکر ہو سکتا ہے ہاں جن لوگوں کے ساتھ تم نے مسجد حرام کے نزدیک عہد کیا ہے، اگر وہ قائم رہیں تو تم بھی قائم رہو، بے شک اللہ پرہیزگاروں کو پسند کرتا ہے۔

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۚ يُـرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِـمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُـهُـمْ
(8) وَاَكْثَرُهُـمْ فَاسِقُوْنَ

کیونکر صلح ہو اور اگر وہ تم پر غلبہ پائیں تو نہ تمہاری قرابت کا لحاظ کریں اور نہ عہد

کا، تمہیں اپنی منہ کی باتوں سے راضی کرتے ہیں اور ان کے دل نہیں مانتے اور ان میں سے اکثر بد عہد ہیں۔
(9) اِشْتَـرَوْا بِاٰيَاتِ اللّـٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِـهٖ ۚ اِنَّـهُـمْ سَآءَ مَا كَانُـوْا يَعْمَلُوْنَ
انہوں نے اللہ کی آیتوں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالا پھر اللہ کے راستے سے روکتے ہیں، بے شک وہ برا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔
(10) لَا يَرْقُبُوْنَ فِىْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُـمُ الْمُعْتَدُوْنَ
یہ لوگ کسی مومن کے حق میں نہ رشتہ داری کا خیال کرتے ہیں اور نہ عہد کا، اور یہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں۔
(11) فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلَاةَ وَاٰتَوُا الزَّكَاةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الـدِّيْنِ ۗ وَنُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ
اگر یہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں، اور ہم سمجھ داروں کے لیے کھول کھول کر احکام بیان کرتے ہیں۔
وَاِنْ نَّكَـثُوٓا اَيْمَانَـهُـمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِـمْ وَطَعَنُـوْا فِىْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّـهُـمْ لَآ اَيْمَانَ
(12) لَـهُـمْ لَعَلَّـهُـمْ يَنْتَـهُوْنَ
اور اگر وہ عہد کرنے کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین میں عیب نکالیں تو کفر کے سرداروں سے لڑو، ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں تاکہ وہ باز آئیں۔
اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَـثُوٓا اَيْمَانَـهُـمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُـمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ اَتَخْشَوْنَـهُـمْ
(13) ۚ فَاللّـٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُـمْ مُّؤْمِنِيْنَ
خبردار! تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر کو جلا وطن کرنے کا ارادہ کیا اور انہوں نے پہلے تم سے عہد شکنی کی، کیا تم ان سے ڈرتے ہو، اللہ زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو اگر تم ایمان دار ہو۔

یہ سب کلام مشرکین عرب کے حوالے سے ہو رہا ہے-
سورہ توبہ میں ہے کہ مشرک اگر ایمان لائیں نماز پڑھیں زکوات دیں تو ٹھیک- اگر عہد توڑیں اور دین میں برا کہیں تو پھر اس جنگ ختم کرنے کے وعدے کو توڑ دینا

اس میں یہاں نصرانی یا یہودی سے مذاکرات کرنے کا ذکر نہیں ہے

لہذا زجاج نے مشرکین عرب کے معاملہ کو اہل کتاب پر لگایا ہے جو غلطی ہے

نوٹ کریں ابھی سورہ مائدہ نازل نہیں ہوئی جس میں اہل کتاب کو جزیہ دینے کی اجازت دی گئی ہے اور ان کے دین کو مسلمان علاقوں میں عملی آزادی دی گئی ہے
کہ وہ کلیسا چرچ صومعہ سناگاگ بنا سکتے ہیں

عیسیٰ کا بت لگا سکتے ہیں
اپنے دین پر تقریر اپنی عبادت گاہوں میں کر سکتے ہیں
ظاہر ہے دین پر تقریر میں کیا کہا جائے گا جو بھی کہا جائے گا وہ توحید کے خلاف ہو گا ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو گا

جزیہ کے بعد اسلام اس سب کی اجازت دیتا ہے کہ غیر اعلانیہ وہ یہ سب کر سکتے ہیں

اشکال

قرآن و احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ کسی مسلمان کو عمداً قتل کی سزا قتل ہے - جماعت یا خلیفہ سے بغاوت کی سزا قتل ہے - شادی شدہ زانی کی سزا (رجم) قتل ہے- فساد فی الارض کی سزا قتل یا سولی ہے -یہ سب گناہ اللہ کی ذات میں شرک کرنے سے کم تر درجہ کے ہیں- تو پھر گستاخ رسول صل اللہ (اگرچہ شرک سے کام تر درجہ کا گناہ ہے) لیکن فساد فی الارض کی آیات کے مطابق اول درجے کا گناہ ہے کیوں کہ اس سے زمین میں فساد رونما ہوتا ہے - تو اس پرقتل کی سزا کیوں واجب نہیں ہو سکتی ہے؟؟

جواب

قرآن کی ان سزاؤں کا تعلق انسانوں کے اپس کے معاملات سے ہے جو آپ نے گنوائے ہیں

لیکن اس میں کیا اللہ کو گالی دینے کی سزا ھے یعنی شرک کی؟ بلکہ مال (جزیہ) لے کر اہل کتاب کو چھوٹ دے دی گئی ہے کہ اللہ کو گالی دیں یعنی شرک کریں -ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت مسلمان کریں گے- مسلمان علاقوں میں یہودی و عیسائی اپنی عبادت گاہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم نہ کرنے کے دلائل بھی دیں گے وہ بائبل پڑھیں گے جس میں انبیاء پر رکیک الزامات اپنے خطبوں میں بیان کریں گے جن کی مثالیں یہاں لکھنا شروع کریں تو یہ طویل فہرست بن جائے لیکن اسلام میں اس سب کی اجازت ہے- آپ اس کو تسلیم کریں اور ذمیوں کے حقوق سمجھیں اور ان کو جو چھوٹ دی گئی ہے اس کو تسلیم کریں

کیا صحیح بخاری کی حدیث میں یہ نہیں کہ رسول اللہ کو گالی دینے والے کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے سے منع کیا؟ فساد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا

حکم نہیں ان کو یہود نے گالی دی اس دن مدینہ میں فساد ہو سکتا تھا لیکن یہ دین کا حکم نہیں

الله کو گالی کی سزا، الله ہی آخرت میں دے گا، اسی طرح رسول الله کو گالی دینے کی سزا بھی آخرت میں ہے دنیا میں اس کی سزا خود رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے نہیں دی آپ بخاری و مسلم کی ایک صحیح حدیث پیش کر دیں جس میں ذمی جو شاتم ہو اسکی سزا ہو اور صریح گالی کا لکھا ہو

اب فساد پر غور کریں قرآن کا حکم ہے
وَلاَ تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ
اور جو الله کے سوا دوسروں کو پکار رہے ہیں ان (مشرکین کے الہ) کو گالی نہ دو ورنہ وہ (مشرکین) دشمنی و لا علمی میں الله کو گالی دیں گے
سورة الأنعام

لیکن کیا مسلمان خود پر کنڑول رکھتے ہیں ہندوؤں کے بتوں کا مذاق اڑانا علماء کا شعار ہے مثلا اکثر مسلمان محراب و منبر سے پکارتے ہیں کہ گاؤ ماتا کا پیشاب پینے والا ہندو ایسا کرتے ہیں - کیا یہ قرآن کے حکم کے خلاف نہیں؟

اصلاح کی ضرورت ہم لوگوں کو ہے- ہم خود جو چاہیں بولیں اور کوئی پلٹ کر رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے تو علماء فتوی دیتے ہیں کہ ہجوم کا تشدد اختیار کرنا جائز ہے - بھلا یہ دین ہے ؟

اشکال

آپ کی اوپر دی گئی تحقیق میں آپ خود یہ بات لکھ رہے ہیں کہ " شاتم رسول" کی سزا میں قرون اولیٰ سے اختلاف چلا آ رہا ہے- تو اس سے تو دونوں طرح کے احتمالات ثابت ہوتے ہیں – یعنی اسلام میں شاتم رسول کی سزا قتل بھی ہو سکتی ہے یا پھر قتل کی سزا نہیں بھی ہو سکتی ہے- تو پھر اس بات پر ہی اصرار کیوں کہ اسلام میں کبھی بھی شاتم رسول کی سزا کبھی مقرر ہی نہیں ہوئی؟

جواب
بات اس وقت ذمیوں کی ہو رہی ہے نہ کہ انکار کرنے والے کافروں کی، نہ نبی کو تسلیم کرنے والے مسلمانوں کی

ابھی تک جن دلائل کی بنیاد پر ذمی کو قتل کیا گیا ہے وہ سب ضعیف روایتین ہیں – جن فقہاء نے قتل کا فتوی دیا ہے ان کے نزدیک یہ روایات صحیح ہیں مثلا ابن حزم کے نزدیک شاتم رسول کا قتل ہو گا اور دلیل میں انہوں نے مصنف عبد الرزاق والی روایت دی ہے
اس کو پیش کیا جاتا رہا حتی کہ اس کو نویں صدی میں ابن حجر نے روایت کو کذب کہا
امام احمد نے توبہ العنبری کی روایت سے دلیل لی جن کو امام احمد کے ہی ہم عصر یحیی ابن معین ضعیف کہتے تھے
اسحاق بن راہویہ نے کہا اگر ملزم سے غلطی ہو گئی ہو تو قتل نہیں کیا جائے گا

کعب بن اشرف جو ذمی نہیں تھا اس کے قتل کی مثال بھی دی جاتی ہے جبکہ بات ذمی کے قتل کی ہے کہ جو ذمی ہو اور مسلمان علاقوں میں ہو اس پر اس حد کو نافذ کرنے کی کیا دلیل ہے جبکہ صحیح بخاری کی حدیث اس کے صریح خلاف ہے کعب بن اشرف مدینہ کا باسی نہ تھا اس پر ذمی کی حدود نہیں لگ سکتیں

اور اگر اس طرح لگتی ہیں تو قریش مکہ کو کیوں چھوڑ دیں جو ابن ابی کبشہ اور مذمم کہتے تھے اور ہجو کی شاعری کرتے تھے
نبی صلی الله علیہ وسلم نے نہ قریش مکہ کو اس پر کچھ کہا ہے نہ اہل کتاب کو
نبی صلی الله علیہ وسلم نے خود اس عمل کو فساد فی الارض میں شمار نہ کیا
آپ کوئی صحیح حدیث پیش کریں کیونکہ جن علماء نے اس قتل کو جائز کہا ہے انہوں نے یہی ضعیف روایات پیش کی ہیں اگر کوئی صحیح روایت ہوتی تو وہ سب سے پہلے اس کو پیش کرتے

شتم کرنے پر مسلم پر حد کا نفاذ

کوئی مسلمان گستاخی کرے تو اس کو ارتاد سمجھا جاتا ہے قید کیا جاتا ہے اور توبہ کا حکم کیا جاتا ہے اگر توبہ کر لے تو یہ معاملہ ختم ہو جاتا ہے -اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جاتا ہے

قَال الْحَنَفِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ وَابْنُ تَيْمِيَّةَ : إِنَّ سَابَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْتَبَرُ مُرْتَدًّا، كَأَيِّ مُرْتَدٍّ؛ لأِنَّهُ بَدَّل دِينَهُ فَيُسْتَتَابُ، وَتُقْبَل تَوْبَتُهُ.

ابن عابدين 4 / 233 – 235، والسيف المشهور ورقة 2.

(202) الهداية للكلوذاني ورقة (6) .

الصارم المسلول ص 53، 245، 293، 423، 527 (7).

احناف اور حنابلہ اور ابن تیمیہ کا کہنا ہے کہ اگر کوئی مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو اس پر مرتد کا اعتبار ہو گا جیسے مرتد ہوتا ہے کہ اس نے دین بدلا پس توبہ کرائی جائے گی اور اس کی توبہ قبول ہو گی

البحر الرائق شرح كنز الدقائق از المؤلف: زين الدين بن إبراهيم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى: 970هـ) میں ہے

أَبُو بَكْرِ بْنُ الْمُنْذِرِ – رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى – أَجْمَعَ عَوَامُّ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ – صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – يُقْتَلُ وَمِمَّنْ قَالَ ذَلِكَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَاللَّيْثُ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَهُوَ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ – رَحِمَهُ اللَّهُ -.

ابن منذر نے کہا اہل علم اس پر جمع ہیں کہ جو نبی کو گالی دے اس کو قتل کیا جائے اور یہ کہا امام مالک نے امام لیث نے امام احمد و اسحاق نے اور یہی شافعی کا مذہب ہے

لیکن احناف کا مذہب بیان کیا

وَفِي النُّتَفِ مَنْ سَبَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ مُرْتَدٌّ وَحُكْمُهُ حُكْمُ الْمُرْتَدِّ وَيُفْعَلُ بِهِ مَا يُفْعَلُ بِالْمُرْتَدِّ اهـ فَقَوْلُهُ وَيُفْعَلُ بِهِ مَا يُفْعَلُ بِالْمُرْتَدِّ ظَاهِرٌ فِي قَبُولِ تَوْبَتِهِ كَمَا لَا يَخْفَى

جو رسول اللہ کو گالی دے اس کا حکم مرتد کا ہے اور اس کے ساتھ وہ ہو گا جو مرتد کے ساتھ ہوتا ہے ... ظاہر ہے کہ اس کی توبہ کو قبول کیا جائے گا جو مخفی نہیں ہے

مرتد کو قاضی کے پاس لایا جائے گا گواہ طلب کیے جائیں گے اگر ثابت ہو جائے تو
وَيُحْبَسُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ أَسْلَمَ وَإِلَّا قُتِلَ
اس کو تین دن قید کیا جائے گا اور اس کو واپس اسلام قبول کرایا جائے گا اگر نہ کرے تو قتل ہو گا

كتاب الهداية في شرح بداية المبتدي المؤلف: علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني، أبو الحسن برهان الدين (المتوفى: 593هـ) کے مطابق

وعن أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله أنه يستحب أن يؤجله ثلاثة أيام طلب ذلك أو لم يطلب وعن الشافعي رحمه الله أن على الإمام أن يؤجله ثلاثة أيام ولا يحل له أن يقتله قبل ذلك لأن ارتداد المسلم يكون عن شبهة ظاهرا
امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کا کہنا ہے کہ مرتد کو تین دن چھوڑنا مستحب ہے یہاں تک کہ قاضی طلب کرے یا نہ کرے اور شافعی نے کہا تین دن چھوڑا جائے اور اس کا قتل تین دن پہلے جائز نہیں ہے کیونکہ ارتاد ہو سکتا ہے کہ کوئی ظاہری شبہ ہو

السنن الکبری از بیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْأَصْبَهَانِيُّ الْحَافِظُ، أنبأ أَبُو عَمْرِو بْنُ حَمْدَانَ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ حَيَّانَ، عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الطُّفَيْلِ، قَالَ: كُنْتُ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ بَعَثَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى بَنِي نَاجِيَةَ، قَالَ: فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ فَوَجَدْنَاهُمْ عَلَى ثَلَاثِ فِرَقٍ، قَالَ: فَقَالَ أَمِيرُنَا لِفِرْقَةٍ مِنْهُمْ: مَا أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ [ص:362] قَوْمٌ كُنَّا نَصَارَى فَأَسْلَمْنَا فَثَبَتْنَا عَلَى إِسْلَامِنَا، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِلثَّانِيَةِ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ قَوْمٌ كُنَّا نَصَارَى، يَعْنِي فَثَبَتْنَا عَلَى نَصْرَانِيَّتِنَا، قَالَ لِلثَّالِثَةِ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ قَوْمٌ كُنَّا نَصَارَى فَأَسْلَمْنَا فَرَجَعْنَا فَلَمْ نَرَ دِينًا أَفْضَلَ مِنْ دِينِنَا فَتَنَصَّرْنَا، فَقَالَ لَهُمْ: أَسْلِمُوا، فَأَبَوْا، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: إِذَا مَسَحْتُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَشُدُّوا عَلَيْهِمْ، فَفَعَلُوا فَقَتَلُوا الْمُقَاتِلَةَ، وَسَبَوُا الذَّرَارِيَّ، فَجِيءَ بِالذَّرَارِيِّ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَجَاءَ مَسْقَلَةُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَاشْتَرَاهُمْ بِمِائَتَيْ أَلْفٍ، فَجَاءَ بِمِائَةِ أَلْفٍ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَ، فَانْطَلَقَ مَسْقَلَةُ بِدَرَاهِمِهِ، وَعَمَدَ مَسْقَلَةُ إِلَيْهِمْ فَأَعْتَقَهُمْ، وَلَحِقَ بِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقِيلَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: " أَلَا تَأْخُذُ الذُّرِّيَّةَ؟ قَالَ: لَا، فَلَمْ يَعْرِضْ لَهُمْ

ابو طفیل نے کہا علی نے ایک سریہ بھیجا ... ہم لوگ ایک بستی پر گزرے جو مسلمان تھے پھر نصرانی ہو گئے ہم نے ان کو کہا اسلام واپس قبول کرو تو انہوں نے انکار کیا

یعنی مرتد سے کہا جائے گا کہ اسلام واپس قبول کر لے

الموسوعة الفقهية الكويتية (وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت) میں فقہ پر اسلامی مذاہب کی آراء کو جمع کیا گیا ہے اس کے مطابق

إِذَا سَبَّ مُسْلِمٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ يَكُونُ مُرْتَدًّا. وَفِي اسْتِتَابَتِهِ خِلاَفٌ
اگر مسلمان نے گالی دی تو وہ مرتد ہو گا اور توبہ کرنے پر اس کے خلاف ہو جائے گا

الفتاوى البزازية 6 / 322، والزرقاني على المواهب 5 / 321، منح الجليل 4 / 477، فتح العلي المالك 2 / 25، الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف 10 / 332.

یعنی مرتد توبہ کرے تو اس پر ارتداد کا حکم زائل ہو جائے گا

جنگی صورت میں یا اگر مسلمان جاسوس کو کفار پکڑ لیں تو اس وقت جان بچانے کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو گالی دینے کے باوجود بھی ایک شخص مسلمان ہی رہے گا یعنی تقیہ کرے گا
مستدرک حاکم کی روایت ہے جس کو ذہبی نے صحیح کہا ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَمْدَانَ الْجَلَّابُ، بِهَمْدَانَ، ثنا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ الرَّقِّيُّ، ثنا أَبِي، ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَخَذَ الْمُشْرِكُونَ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ فَلَمْ يَتْرُكُوهُ حَتَّى سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرَ آلِهَتَهُمْ بِخَيْرٍ ثُمَّ تَرَكُوهُ، فَلَمَّا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا وَرَاءَكَ؟» قَالَ: شَرٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا تُرِكْتُ حَتَّى نِلْتُ مِنْكَ، وَذَكَرْتُ آلِهَتَهُمْ بِخَيْرٍ قَالَ: «كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ؟» قَالَ: مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ قَالَ: «إِنْ عَادُوا فَعُدْ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ "
[التعليق - من تلخيص الذهبي]
على شرط البخاري ومسلم - 3362
عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ کو مشرکوں نے پکڑا اور نہیں چھوڑا یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ کو گالی دی ... پھر اس کی خبر رسول اللہ کو انہوں نے کی تو اپ نے کہا اگر پھر پکڑیں تو یہی کرنا

سورہ النحل میں ہے

مَنْ كَفَرَ بِاللّـٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٓ ۖ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٝ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْـهِـمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّـٰهِ ۖ وَلَـهُـمْ عَذَابٌ عَظِيْـمٌ (106)
جو کوئی ایمان لانے کے بعد اللہ سے منکر ہوا مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو اور لیکن وہ جو دل کھول کر منکر ہوا تو ان پر اللہ کا غضب ہے، اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

یعنی جنگ کی صورت حال میں شریعت میں موجود ہے کہ مسلمان بھی شتم کر دے تو اس کو کافر نہیں سمجھا جائے گا

اشکال

اگر کوئی مسلمان کہے کہ فلاں شرعی قانون میں نظر ثانی کی جائے تو کیا صرف یہ کہنے وہ گستاخ رسول ہو جاتا ہے ؟

جواب

اس قول سے ایسا شخص گستاخ قرار نہیں دیا جا سکتا – دیکھا جائے گا کہ کیا اس فلاں شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی ؟ کیا کسی نے وہ گالی سنی؟ کیا شواہد ہیں ؟ ان سب کو دیکھا جائے گا

آشکال

اگر ہم اس بات پر مصر ہیں کہ قرآن و احادیث نبوی میں شاتم رسول کی سزا قتل کا ہمیں کوئی ثبوت نہیں ملتا- تو اس طرح تو قرآن و احادیث نبوی میں معدنین زکات کو قتل یا ان سے تلوار سے جہاد کا حکم بھی ہمیں کہیں نہیں ملتا- لیکن تاریخ گواہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اپنے اجتہاد سے ان معدنین زکات کے خلاف کاروائی کی جب کہ اس وقت کچھ اصحاب رسول جن میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سر فہرست ہیں – ان کے اس اقدام اٹھانے سے پہلے خلیفہ وقت کی اس اجتہادی و جہادی کاروائی سے یہ کہہ کر اختلاف کیا تھا کہ "اے امیرالمومنین آپ ان کے خلاف تلوار اٹھا رہے ہیں جو اس اللہ کے ایک ہونے اور محمّد صل اللہ علیہ وآلہ سلم کے آخری نبی ہونے کی گواہی دیتے ہیں"؟؟ -

جواب

عمر رضی اللہ عنہ کئی موقعوں پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دقت معرفت تک نہیں پہچ سکے
وفات نبی کے دن وفات سے انکار کیا
معدنین زکات کے مسئلہ پر اختلاف کیا
اور تدوین قرآن پر بھی
لیکن بالاخر ان کا شرح الصدر ہوا اور بات سمجھ گئے –
ابو بکر رضی اللہ عنہ بلا شبہ ان سے زیادہ تفقہ رکھتے تھے مثلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے چند دن قبل خطبہ میں کہا کہ اللہ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا

کہ دنیا پسند کرے یا آخرت اس پر ابو بکر رو دے لیکن عمر رضی اللہ عنہ اس بات کی تہہ تک نہ جا سکے

حدیث میں ہے بنی الاسلام علی خمس کہ اسلام پانچ چیزوں پر ہے جن میں زکوت بھی ہے لہذا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایسے قبائل سے جہاد سراسر درست اقدام تھا

زکوات کا انکار اسلام کے نظم کا انکار ہے مثلا کوئی حج نہیں کرتا روزہ نہیں رکھتا یا نماز نہیں پڑھتا تو شاید پتا نہ چلے لیکن زکوات سے باقی مسلمان محروم رہیں اور مال چند ہاتھوں میں ہی رہے دین کی تعلیم نہیں

نتائج

اللہ تعالی کو گالی کی سزا (یعنی شرک کرنا) کافروں اور ذمییوں کو اللہ تعالی آخرت میں دے گا- اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے کی سزا بھی آخرت میں ہے دنیا میں اس کی سزا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دی-

صحیح بخاري حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: مَرَّ يَهُودِيٌّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَعَلَيْكَ» فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَتَدْرُونَ مَا يَقُولُ؟ قَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ " قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلاَ نَقْتُلُهُ؟ قَالَ: " لاَ، إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الكِتَابِ، فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گزرا بولا تم پر موت ہو پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تم پر بھی

لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس کو قتل کر دیں آپ نے کہا نہیں-اگر تم کو اہل کتاب سلام کہیں تو بولو تم پر بھی

یہ ذمی کتابی تھا اس کو قتل نہیں کیا گیا اور مدینہ میں یہ کوئی واحد یہودی نہ تھا جو ایسا کرتا ہو – یہ روایت اس حوالے سے راقم کی دلیل ہے کہ ذمی کو شتم رسول کی پاداش میں قتل نہیں کیا جائے گا- لہذا ذمیوں سے عہد لیا جائے گا کہ وہ اسلامی حکومت کے تحت رہتے ہوئے ایسا عمل نہ کریں گے بصورت دیگر، جو اس عمل کو مجمع میں کریں، تعزیر کے طور پر ان کو قید کیا جا سکتا ہے یا جلا وطن کیا جا سکتا ہے

اگر کوئی ذمی شتم رسول کرنے کے بعد ایمان لائے تو اس کا اسلام قبول کیا جائے گا اور اس کو قتل نہیں کیا جائے گا- مسنداحمد حدیث نمبر (17159) میں ہے کہ عمرو بن العاص رضِی اللہ تعالی عنہ جو زمانہ جاہلیت میں مشرک اور اللہ کے دشمن تھے ، وہ بیان کرتے ہیں کہ

جب اللہ تعالی نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی تومیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیعت کرنے کےلیے پہنچا تونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بیعت کےلیے بڑھایا تومیں نے انہیں کہا کہ میں اس وقت بیعت نہیں کروں گا جب تک آپ میرے سابقہ گناہوں کی بخشش طلب نہیں کرتے : تونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا

اے عمرو کیا تیرے علم میں نہیں کہ اسلام سابقہ تمام گناہوں کوختم کردیتا ہے

اگر کوئی مسلمان شتم رسول کا مرتکب ہو تو اس کو مرتد سمجھ کر تین دن قید کیا جائے گا اور اس کی توبہ و وضاحت لی جائے گی – اگر توبہ سے انکار کرے تو قتل کیا جائے گا - رحمہ للعالمین نے اپنی زندگی میں کسی کو بھی اس بنا پر قتل نہیں کیا کہ اس شخص نے ان کو گالی دی ہے - ہاں جنگ میں لڑنے والے حربی کفار کو یا جنگ کی اگ بھڑکانے والے کو فساد فی الارض کی وجہ سے قتل ضرور کیا ہے -